International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 03, Oct-Dec 2024
pp: 1- 26

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

حضرت ایوبؑ کی آزمائش قرآن کریم اور بائبل کے مابین علمی وتقابلی جائزہ

A Scholarly and Comparative Analysis of the Trial of Prophet Ayub (Job, peace be upon him) Between the Bible and the Qur'an

Aliyah Mustafa
MPhil - Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar
Principal, Government Girls Degree College, Yakka Ghund, Mohmand
Sana Kiran
MPhil Scholar - Hazara University, Mansehra
Vice Principal, Bait-ul-Ilm School System, Abbottabad
Hafsa
MPhil Scholar - Women University, Mardan

Abstract

The infallibility of the Prophets (peace and blessings be upon them) is a matter of consensus among the Muslim Ummah. All Prophets are free from disbelief, polytheism, and both major and minor sins. Prophethood and Messengership are the highest ranks granted by Almighty Allah to His chosen servants. The significance of the issue of the Prophets' infallibility can be understood from the fact that Allah has repeatedly emphasized and clarified this matter in numerous places in the Qur'an, defending the infallibility of the noble Prophets specifically. For instance, when Prophet Yusuf (Josephؑ) was falsely accused, Allah revealed multiple verses in the Qur'an to establish his innocence and purity. On the other hand, in the Bible, various accusations and slanders have been attributed to the Prophets. Therefore, this article undertakes a comparative analysis of the personality and trials of Prophet Ayub (Jobؑ) as presented in the Qur'an and the Bible.

Keywords: Prophet Job, Book of Job, Biblical studies, patience and faith, divine justice

بائبل اور حضرت ایوبؑ کی شخصیت

بائبل میں حضرت ایوبؑ کی شخصیت کا ذکر ایک الگ صحیفہ جو کہ "سفر ایوب" کے نام سے موسوم ہے میں کیا گیا ہے یہ صحیفہ بیالیس ابواب پر مشتمل ہے جس میں حضرت ایوبؑ کا تقویٰ کے حالات دوستوں کے ساتھ مکالمہ، ان کی جائیداد اور ساز و سامان، ابتلاء اور شفایابی کا ذکر، ان کا

عجز و انکساری وغیرہ تفصیلی حالات مذکور ہیں۔ذیل میں ہم عہد نامہ قدیم(بائبل کا حصہ اول) کے حوالے سے حضرت ایوبؑ کی شخصیت کا جائزہ لیتے ہیں۔

متن کی تقسیم اور اجمالی تذکرہ :

سفر ایوب عہد قدیم کی اسفار قانونی میں سے ایک ہے اور یہ بیالیس اصحاح پر مشتمل ہے جو ابحاث کے لحاظ سے پانچ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

بحث اول: بحث اول سفر ایوب کے باب اول تا باب دوم پر مشتمل ہے اس میں سیدنا ایوبؑ کا تقویٰ ان کی جائیداد، سازو سامان اور ان کے کا عزیزوں کا تذکرہ ہے۔

بحث دوم: بحث دوم باب 3 تا باب 31 پر مشتمل ہے۔اس میں ان کے تین دوستوں کے ساتھ مکالمہ و مباحثہ اور طرفین کے جوابات کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

بحث سوم: بحث سوم باب 32 تا باب 37 پر مشتمل ہے۔مذکورہ ابواب الیہو بن براکیل بوزی کی تقریر اور ان کے حکیمانہ اقوال پر مشتمل ہیں جو انہوں نے سیدنا ایوبؑ سے کہے۔

بحث چہارم: بحث چہارم باب 38 تا باب 41 پر مشتمل ہے۔یہ بحث اللہ تعالیٰ کا حضرت ایوبؑ کو خطاب و مکالمے پر مشتمل ہے۔

بحث پنجم: بحث پنجم آخری باب یعنی باب 42 پر مشتمل ہے۔اس میں سیدنا ایوبؑ کا عجز و انکساری اور ابتلاء کے بعد ان کی شفایابی اور مال و اولاد کے لوٹانے کا ذکر ہے۔

تفصیلی تذکرہ:

بحث اول:

نام و نسب:

عبرانی زبان کے سفر ایوب میں سیدنا ایوبؑ کا نام "اوب" جب کہ تورات میں "یوباب" اور موجودہ بائیبل میں "JOB" منقول ہے۔مگر یہ تمام در حقیقت ایک ہی نام ہے جو محض تغیر لہجہ کا نتیجہ ہے۔نیز وہ ادومی عرب اور عوض کی سرزمین سے تعلق رکھتے تھے چنانچہ سفر ایوب میں ہے:"عوض کی سرزمین میں ایوب نام ایک شخص تھا وہ شخص کامل اور راست باز تھا اور خدا اسے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا[1]"

عوض تورات میں دو آدمیوں کا نام ہے ایک تو نہایت قدیم عوض بن ارم بن سام بن نوح۔دوسرا عوض بن ویسان بن عیسو بن اسحاق بن ابراہیم۔ باتفاق اہل کتاب اس سے عوض ثانی مراد ہے نیز عوض کے بنی ادوم عرب ہونے پر ایک بڑی دلیل یہ ہے سفر ایوب میں رفقائے ایوبؑ کے جو مسکن بتائے ہیں وہ تیمن، نعمتان اور شوحان ہیں اول کے متعلق تو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ مملکت ادوم کا ایک مشہور شہر تھا[2]۔

ادومی نسل کی تاریخ:

ادوم جس خطہ ملک میں آباد ہوئے یونانی میں اب تک اس کو "ایدومیا(IDUMIA)" کہتے ہیں بحر میت (بحر الملح) اور خلیج عقبہ (عیلانہ) کے بیچ میں واقع ہے اس کے شمال میں بحر میت اور فلسطین جنوب میں شمالی خلیج عقبہ اور مدین مغرب میں جزیرہ نمائے سینا اور مشرق میں ارض مواب اور جوف عرب شمال ہے شام و فلسطین کی جانب جنوبی و مغربی گوشہ میں مملکت عرب کی یہ آخری حد ہے ملک میں کوہ سعیر یا کوہ سراۃ طولاً شمال سے جنوب تک وسیع ہے۔بنی اسرائیل کا مصر آنے کے وقت ادوم کی حکومت سعیر میں قائم تھی نویں صدی ق م کے نصف اول میں وہ یہودیہ کے ماتحت تھے موصیا شاہ یہودیہ نے بحر میت کے ساحلی میدان میں ادوم پر ایک زبردست حملہ کیا دس ہزار ادومی مارے گئے ادومیوں کے پایہ تخت سلاع (پٹرا) پر شاہ یہودیہ نے قبضہ کر لیا اور اس کا نام بدل کر یقتائیل رکھا[3]۔

مختصر حالات:

سیدنا ایوبؑ کی راست بازی، خوف خدا، تقوی و طہارت، عجز و انکساری، مال و دولت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی نعمتوں اور ابتلاء کے بارے میں سفر ایوب کا ابتدائی باب اور باب دوم کی کچھ آیات میں تفصیلی ذکر موجود ہے چنانچہ سفر ایوب کی عبارات کی رو سے ان کی سات بیٹے، تین

بیٹیاں، سات ہزار بھیڑ، تین ہزار اونٹ، پانچ سو جوڑی بیل، پانچ سو گدھیاں اور بہت سے نوکر چاکر تھے نیز وہ اہل مشرق کے سب سے بڑے مال دار آدمی تھے۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ وہ نہایت سخی بھی تھے چنانچہ ان کے بیٹے اپنی تینوں بہنوں کو بلا کر ایک دوسرے کے گھر جا کر ضیافت کرتے اور پھر سیدنا ایوبؑ ان کو بلا کر ان سبھی کے شمار کے موافق قربانیاں کرتا اس خیال سے کہ کہی میرے بیٹوں نے کچھ خطانہ کی ہو اور اپنے دل میں خدا کی تکفیر نہ کی ہو۔ سفر ایوب کی عبارت درج ذیل ہے:

"اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں اس کے پاس سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اونٹ اور پانچ سو جوڑی بیل اور پانچ سو گدھیاں اور بہت سے نوکر چاکر تھے ایسا کہ اہل مشرق میں وہ سب سے بڑا آدمی تھا اس کے بیٹے ایک دوسرے کے گھر جایا کرتے تھے۔۔۔ان سبھوں کے شمار کے موافق سوختنی قربانیاں چڑھاتا تھا کیونکہ ایوب کہتا تھا کہ شاید میرے بیٹوں نے کچھ خطا کی ہو اور اپنے دل میں خدا کی تکفیر کی ہو[4]"

زمانہ اور وطن:

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ایوب یوباب وغیرہ ایک ہی شخص کے نام ہیں جو اختلاف و تغیر لہجہ کا نتیجہ ہے چنانچہ اس سے سیدنا ایوب کے مکان و مسکن کا تعین اور زیادہ آسان ہوا۔ عہد نامہ قدیم میں کئی مقامات پر سیدنا ایوبؑ کا مسکن بُصریٰ بتایا گیا ہے جو اب تک شمال عرب میں فلسطین کے قریب معروف شہر ہے۔ جہاں پر شام کے سفر کے دوران رسول اکرم ﷺ نے قیام فرمایا تھا وہی شہر سیدنا ایوب کا مسکن ہے زمانہ قدیم میں یہ ایک تجارتی شہر تھا عہدنامہ قدیم کے متعدد مقامات پر اس کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ عہد نامہ قدیم کے حصہ "پیدائش" جو تورات کا ایک باب ہے کی عبارت درج ذیل ہے:

"یہی وہ بادشاہ ہیں جو ملک ادوم پر پیشتر اس سے کہ اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہو مسلط تھے بالع بن بعور ادوم میں ایک بادشاہ تھا اور اس کے شہر کا نام دنہابا تھا بالع مر گیا اور یوباب بن زارح جو بُصریٰ ہی کا تھا اس کی جگہ بادشاہ ہوا[5]"

نیز سیدنا ایوبؑ کے زمانے کے بارے میں "سفر ایوب" میں کوئی تصریح نہیں ملتی البتہ بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوم سبا کے معاصر تھے چنانچہ سفر ایوب میں ہے:

"ایک دن جب اس کے بیٹے اور بیٹیاں اپنے بڑے بھائی کے گھر میں کھانا کھا رہے تھے اور مے نوشی کر رہے تھے تو ایک قاصد نے ایوب کے پاس آکر کہا کہ بیل ہل میں جتے تھے اور گدھے ان کے پاس چر رہے تھے کہ سبا کے لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں لے گئے اور نوکروں کو تہ تیغ کیا اور فقط میں ہی اکیلا بچ نکلا کہ تجھے خبر دوں[6]"

مذکورہ بالا عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ایوبؑ کے مویشی پر سبا کے لوگوں حملہ آور ہوئے تھے اور ان کو نقصان پہنچایا تھا چونکہ سبا کا عروج 1000 ق م میں ہوا ہے اس لیے عہد نامہ قدیم کی عبارت کی رو سے اسی زمانے کے لگ بھگ سیدنا ایوبؑ کا عہد قرار دینا چاہئے۔

ابتلاء اول:

سیدنا ایوبؑ مال دار، کثیر الاولاد، صاحب عزت وعزمت ہونے کے ساتھ متقی و پرہیز گار، منکسر المزاج، خدا کی رضا کے طلب گار اور ہر مصیبت کے وقت صابر رہتے تھے مساکین وفقراء کی اعانت، یتیموں اور بیواؤں کی فریادرسی ان کی عادت تھی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کو ابتلاء میں ڈالا۔ چنانچہ سفر ایوب کی روایت کے مطابق خداوند نے شیطان کہا کہ کیا تو نے میرے بندے ایوب کی حالت پر غور کیا ہے جو ہر وقت خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا ہے مگر شیطان نے سیدنا ایوبؑ کی راست بازی و تقویٰ خداوند کریم کی طرف سے دی گئیں نعمتوں کا نتیجہ قرار دیا اور کہا کہ اگر تو اس سے اس کا مال چھین لے تو وہ تیری تکفیر کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے مال پر ہاتھ ڈالنے کا اختیار دے دیا، اور کہا:

"خداوند نے شیطان سے کہا دیکھ اس کا سب کچھ تیرے اختیار میں ہے صرف اس کو ہاتھ نہ لگانا[7]"

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو سیدنا ایوبؑ کے مال و دولت کو نقصان پہنچانے کا اختیار دیا تو اسے کے بعد شیطان نے بھی اس کے پاس کچھ نہ چھوڑا یہاں تک مال و دولت، مویشی، نوکر چاکر اولاد وغیرہ سب ان سب الگ کر کے ہلاک کر دیا۔ مگر اس حال میں بھی سیدنا ایوب نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ چنانچہ سفر ایوب میں ہے:

"ایک دن جب اس کے بیٹے اور بیٹیاں اپنے بڑے بھائی کے گھر میں کھانا کھا رہے تھے اور مے نوشی کر رہے تھے تو ایک قاصد نے ایوب کے پاس آکر کہا کہ بیل ہل میں جتے تھے اور گدھے ان کے پاس چر رہے تھے کہ سبا کے لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں لے گئے اور نوکروں کو تہ تیغ کیا اور فقط میں ہی اکیلا بچ نکلا کہ تجھے خبر دوں۔ وہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک اور بھی آکر کہنے لگا کہ خدا کی آگ آسمان سے نازل ہوئی اور بھیڑوں اور نوکروں کو جلا کر بھسم کر دیا اور فقط میں ہی اکیلا بچ نکلا کہ تجھے خبر دوں۔ وہ ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ ایک اور بھی آکر کہنے لگا کہ کسدی تین غول ہو کر اونٹوں پر آگرے اور انہیں لے گئے اور نوکروں کو بہ تیغ کیا اور فقط میں ہی اکیلا بچ نکلا کہ تجھے خبر دوں وہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک اور بھی آکر کہنے لگا کہ تیرے بیٹے بیٹیاں اپنے بڑے بھائی کے گھر میں کھانا کھا رہے تھے اور مے نوشی کر رہے تھے اور دیکھ بیابان سے ایک بڑی آندھی چلی اور اس کے گھر کے چاروں کونوں پر ایسے زور سے ٹکرائی کہ وہ ان جوانوں پر گر پڑا اور وہ مر گئے اور فقط میں ہی اکیلا بچ نکلا کہ تجھے خبر دوں[8]"

صبر ایوب:

مذکورہ بالا تمام مصائب و تکالیف بیک وقت گرنے کے باوجود سیدنا ایوبؑ کلمہ شکر و رضا کے سوا زبان مبارک سے کچھ نہ نکلا اور اس حالت میں صابر و شاکر رہے۔ چنانچہ سفر ایوب میں مذکور ہے:

"تب ایوب نے اٹھ کر اپنا پیراہن چاک کیا اور سر منڈایا اور زمین پر گر کر سجدہ کیا اور کہا ننگا میں اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا اور ننگا ہی واپس جاؤں گا خداوند نے دیا اور خداوند نے لے لیا خداوند کا نام مبارک ہو ان سب باتوں میں ایوب نے نہ تو گناہ کیا اور نہ خدا پر بے جا کام کا عیب لگایا"[9]

ابتلاء ثانی:

جب پہلے ابتلاء سے شیطان کا داؤ سیدنا ایوبؑ پر نہ چل سکا اور مال و دولت اور اولاد کی ہلاکت پر انہوں نے صبر کامل کا مظاہر کر کے آہ تک اپنے منہ سے نہ نکالا تب شیطان نے مایوسی کا اظہار کیا چنانچہ ایک دن خداوند کریم نے شیطان سے کہا کہ کیا تونے میرے بندے ایوبؑ کی حالت پر غور کیا ہے جو ہر وقت خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا ہے چنانچہ اس دفعہ شیطان نے سیدنا ایوبؑ کی راست بازی و تقویٰ خداوند کریم کی طرف سے دی گئی صحت کا نتیجہ قرار دیا اور کہا کہ انسان اپنا سارا مال اپنی جان کے لیے دینے کو تیار ہوتا ہے اگر تو اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کی ہڈی اور اس کے گوشت کو چھو دے تو وہ تیرے منہ پر تیری تکفیر کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے جسم و جان پر استیلا کا اختیار دیا فقط اس کی جان محفوظ رہے۔ اس کے بعد شیطان نے اس کے جسم کو نقصان پہنچانا شروع کیا اس بارے میں سفر ایوب کی عبارت درج ذیل ہے:

"تب شیطان خدواند کے سامنے سے چلا گیا اور ایوب کو تلوے سے چاند تک دردناک پھوڑوں سے دکھ دیا اور وہ اپنے کو کھجانے کے لیے ایک ٹھیکرا لے کر راکھ پر بیٹھ گیا تب اس کی بیوی اس سے کہنے لگی کہ کیا تو اب بھی اپنی راستی پر قائم رہے گا؟ خدا کی تکفیر کر اور مر جا پر اس نے کہا کہ تو نادان عورتوں کی سی باتیں کرتی ہے کیا ہم خدا کے ہاتھ سے سکھ پائیں اور دکھ نہ پائیں ان سب باتوں میں ایوب نے اپنے لبوں سے خطا نہ کی[10]"

عہد نامہ قدیم کے صحیفہ سفر ایوب کے مطابق سیدنا ایوبؑ ابتلاء ثانی میں بھی پوری طرح کامیاب ہوئے اور اس دوران بھی دکھ سکھ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا البتہ اس کی بیوی نے اس کو خداوند کریم کی تکفیر پر امادہ کرنے کی کوشش کی مگر سیدنا ایوبؑ نے اس کو نادانی کی باتیں کہہ کر اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف رجوع کرنے کو ترجیح دی۔

بحث دوم:

بحث دوم باب 3 تا باب 31 پر مشتمل ہے۔ اس میں ان کے تین دوستوں کے ساتھ مکالمہ و مباحثہ اور طرفین کے جوابات کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ سفر ایوب نے حضرت ایوب ؑ کے ان دوستوں کے نام یہ بتائے ہیں: الیفز تیمی، سوخی، بلدد، نعماتی ضوفر۔ اور محققین تورات کا دعویٰ ہے کہ سفر ایوب قدیم عربی زبان کی غیر غنائی شاعری کا بے نظیر شاہکار ہے اور یہ کہ دنیا کی قدیم ترین نظم سفر ایوب ہے، اور تاریخی اعتبار سے صرف رگ وید اس کا معارضہ کرسکتا ہے۔

نیز عبرانی کے علماء اس کتاب کو عبرانی شاعری کا ایک نادر نمونہ سمجھتے ہیں اور اس کے اسلوب، حسن بیان، تخلیق کی گہرائی اور اعلیٰ زبان کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے اعلیٰ پند و نصائح، اس کی اخلاقی قدروں اور انسان دوستی کے اظہار کو عدیم المثال قرار دیتے ہیں۔

حضرت ایوب ؑ ایک راست باز انسان تھے۔ مال و دولت کی آپ کے پاس کوئی کمی نہ تھی۔ شیطان آپ کی راست بازی کو پرکھنے کے لیے خدا تعالیٰ کی اجازت سے آپ کو آلام و مصائب کا نشانہ بنا دیتا ہے لیکن آپ اس امتحان میں کامیاب رہتے ہیں۔ یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں سب کے ہاں حضرت ایوب ؑ کو کردار انسانی کا اعلیٰ ترین نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ آپ کے صبر و شکر کے حوالے سے "صبر ایوب" ضرب المثل بن چکا ہے۔

چنانچہ مذکورہ ابواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ان کے تینوں دوستوں کو سیدنا ایوب کے ابتلاء کی خبر ہوئی تو یہ تینوں سیدنا ایوب ؑ کی تعزیت کو آئے اور پھر سیدنا ایوب ؑ اور ان تین مؤمنین صادقین کے درمیان باہم مناظرہ و مکالمہ شروع ہوا جو لطیف تمثیلات میں نہایت اعلیٰ فلسفیانہ اور شاعرانہ جذبات روحانی سے پر ہے جن کا ماحصل یہ ہے کہ ان مؤمنین ثلاثہ کا دعویٰ یہ ہے کہ انسان پر کوئی مصیبت بغیر گناہ کے نہیں آتی اس لیے جو مبتلائے مصیبت ہے وہ گناہ گار ہے اور اس کو اعتراف و توبہ کرنا چاہیے مگر اس کے جواب میں سیدنا ایوب فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی معصیت نہیں کی ہے جس کی یہ خدا کی طرف سے سزا ہے بلکہ یہ عالم قدر و قضا ہے جس کے لیے کوئی سبب درکار نہیں ہوتا خدا کے اسرار و مصالح لامحدود ہیں اور ان کی معرفت سے انسان عاجز ہے۔ صحیفہ کے اکثر ابواب اسی سے متعلق ہیں مگر تینوں دوستوں نے کسی طرح یقین نہ کیا تب بے چین و مضطرب ہو کر حضرت ایوب ؑ نے خدا کا بارگاہ میں دعا کی کہ ان کی صداقت ظاہر کر اور شفایاب کر دے۔

چنانچہ سفر ایوب میں ہے:

> "تب تیمانی الیفز کہنے لگا: اگر کوئی تجھ سے بات چیت کی کوشش کرے تو کیا تو رنجیدہ ہوگا؟۔۔۔ کیا تجھے یاد ہے کہ کوئی معصوم بھی ہلاک ہوا ہے؟ یا کہیں راست باز بھی کاٹ ڈالے گئے۔ میرے دیکھنے میں جو گناہ کو جوتتے اور دکھ بوتے ہیں وہی اس کو کاٹتے ہیں [11]"

سیدنا ایوب کا دوسرا دوست "بلدد سوخی" کہنے لگا:

> "تو کب تک ایسے ہی بکتا رہے گا؟ اور تیرے منہ کی باتیں کب تک آندھی کی طرح ہوں گی کیا خدا بے انصافی کرتا ہے؟ کیا قادر مطلق عدل کا خون کرتا ہے؟[12]" اس کے بعد تیسرا دوست "ضوفر نعماتی" کہنے لگا: "کیا ان بہت سی باتوں کا جواب نہ دیا جائے؟ اور کیا بکواسی آدمی راست ٹھہرایا جائے؟ کیا تیری لاف زنی لوگوں کو خاموش کر دے؟۔۔۔ سو جان لے کہ تیری بدکاری جس لائق ہے اس سے کم ہی خدا تجھ سے مطالبہ کرتا ہے کیا تو تلاش سے خدا کو پا سکتا ہے؟[13]"

حضرت ایوب ؑ نے اپنے دوستوں کے اس الزام کو تسلیم نہیں کیا اور مناظرہ میں ان کو بتایا کہ میں بے گناہ ہوں اور یہ مصیبت خدا کی جانب سے ایک امتحان ہے اور ہم اس کی حکمتوں کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ خداوند کریم نے حضرت ایوب ؑ کے کلام کی تصدیق کی اور ان کے دوستوں کو قصوروار ٹھہرایا۔ چنانچہ خداوند کریم نے کہا:

"اس نے الیفز تیمانی سے کہا کہ میرا غضب تجھ پر اور تیرے دونوں دوستوں پر بھڑکا ہے کیونکہ تم نے میری بابت وہ بات نہ کہی جو حق ہے جیسے میرے بندہ ایوب نے کہی پس اب اپنے لیے سات بیل اور سات مینڈھے لے کر میرے بندہ ایوب کے پاس جاؤ اور اپنے لیے سوختنی قربانی گزارو۔[14]"

بحث سوم:

الیہو بن براکیل بوزی کی تقریر:

بحث سوم باب 32 تا باب 37 پر مشتمل ہے۔ مذکورہ ابواب الیہو بن براکیل بوزی کی تقریر اور اس کے بحث و مناظرہ پر مشتمل ہیں جو اس نے سیدنا ایوب سے کہے۔ مذکورہ شخص کا تعلق رام خاندان سے بتایا گیا ہے۔ اور اس کا مؤقف یہ ہے کہ سیدنا ایوبؑ اور ان کے تینوں دوست غلطی پر ہیں چنانچہ ان کا غیض وغضب ان چاروں پر بھڑکا۔ انہوں نے سیدنا ایوب کو اس لیے قصوروار ٹھہرایا کہ انہوں نے اپنے آپ کو راست باز اور بے گناہ ٹھہرایا اور اس کے خیال و گمان کے مطابق گناہ کی نسبت خداوند کریم کی طرف کی۔ البتہ چونکہ وہ عمر میں سیدنا ایوب سے چھوٹے تھے اس لیے ادب کی خاطر کچھ بولنے سے رکے رہے۔ مذکورہ مضمون سفر ایوب میں کچھ یوں بیان ہوا ہے:

"اس کا قہر ایوب پر بھڑکا اس لیے کہ اس نے خدا کو نہیں بلکہ اپنے آپ کو راست ٹھہرایا اور اس کے تینوں دوستوں پر بھی اس کا قہر بھڑکا اس لیے کہ انہیں جواب تو سوجھا نہیں تو بھی انہوں نے ایوب کو مجرم ٹھہرایا۔ اور الیہو ایوب سے بات کرنے سے اس لیے رکا رہا کہ وہ اس سے بڑے تھے[15]"

چنانچہ اس نے حضرت ایوبؑ کے تینوں دوستوں کو اس لیے قصوروار ٹھہرایا کہ انہوں نے بلاوجہ سیدنا ایوبؑ کی طرف گناہ کی نسبت کی اور پھر ان تینوں کے منہ میں جواب نہ رہا اور دلائل کا انتظار کرتے رہیں۔ نیز اس نے سیدنا ایوبؑ کو کچھ ایسی باتوں پر تنبیہ کی جو انہوں نے خداوند کریم کے بارے میں کہی تھیں۔ چنانچہ الیہو نے کہا:

"میں نے تیری باتیں سنی ہیں کہ میں صاف اور بے تقصیر ہوں۔ میں بے گناہ ہوں اور مجھ میں بدی نہیں۔ وہ میرے خلاف موقع ڈھونڈتا ہے وہ مجھے اپنا دشمن سمجھتا ہے وہ میرے دونوں پاؤں کو کاٹھ میں ٹھونک دیتا ہے وہ میری سب راہوں کی نگرانی کرتا ہے دیکھ میں تجھے جواب دیتا ہوں اس بات میں تو حق پر نہیں کیونکہ خدا انسان سے بڑا ہے تو کیوں اس سے جھگڑتا ہے؟[16]"

تب اس نے سیدنا ایوبؑ کے تینوں دوست الیفز تیمی، سوخی، بلدد، نعماتی ضوفر کو مخاطب کر کے کہا کہ تم تینوں کیوں حضرت ایوبؑ کو اپنی بات پر آمادہ نہ کر سکے۔ اور تم تینوں نے جواب دینا کیوں چھوڑ دیا۔

چنانچہ اس نے کہا: "دیکھو! میں تمہاری باتوں کے لیے رکا رہا جب تم الفاظ کی تلاش میں تھے میں تمہاری دلیلوں کا منتظر رہا بلکہ میں تمہاری طرف توجہ کرتا رہا۔ اور دیکھو تم میں کوئی نہ تھا جو ایوب کو قائل کرتا یا اس کی باتوں کا جواب دیتا[17]"

بحث چہارم:

بحث چہارم باب 38 تا باب 41 پر مشتمل ہے۔ یہ بحث اللہ تعالیٰ کا حضرت ایوب کو خطاب و مکالمے پر مشتمل ہے۔ اور اس کے دوست کے چلے جانے کے بعد خداوند کریم نے سیدنا ایوب سے مخاطب ہو کر اس کے دوست کی باتوں کو احمقانہ قرار دے دیا۔ اور کہا: "یہ کون ہے جو نادانی کی باتوں سے مصلحت پر پردہ ڈالتا ہے[18]"

اس سے خداوند نے ایوبؑ کو احساس دلایا کہ انسان سب کچھ نہیں جانتا سب کچھ اس کا خدا جانتا ہے۔ ہر ظلمت اور ہر نور کا، ہر اندھیرے اور اجالے کا پیدا کرنے والا وہی ہے علویات ہوں یا سفلیات، موت ہو یا حیات سب کا خالق وہی ہے تمام کائنات اور تمام اضداد و متقابلات اس کے قبضہ تصرف میں ہیں کوئی اس کا شریک و سہیم نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہر کام و آزمائش میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے۔ اور انسان اپنی ناقص فہم سے قدرت الٰہیہ کا ادراک نہیں کر سکتا، لہٰذا آزمائش اور مصائب و تکالیف کو کسی گناہ کی سزا ٹھہرانا اس کی حماقت و نادانی ہے۔

اس کے بعد خداوند کریم سیدنا ایوب سے مخاطب ہو کر ہر ہر چیز کی حقیقت و حکمت کے بارے میں سوال کرتا ہے کہ اگر تو دانش مند ہے تو ان چیزوں کی حقیقت و مصلحت بتا۔ چنانچہ خداوند کریم نے کہا:

"تو کہاں تھا جب میں نے زمین کی بنیاد ڈالی؟ تو دانش مند ہے تو بتا۔ کیا تجھے معلوم ہے کس نے اس کی ناپ ٹھہرائی؟ یا کس نے اس پر سوت کھینچا؟ کس چیز پر اس کی بنیاد ڈالی گئی؟ یا کس نے اس کے کونے کا پتھر بٹھایا جب صبح کے ستارے مل کر گاتے تھے اور خدا کے سب بیٹے خوشی سے للکارتے تھے؟ یا کس نے سمندر کو دروازوں سے بند کیا جب وہ ایسا پھوٹ نکلا گویا رَحِم سے۔ جب میں نے بادل کو اس کا لباس بنایا اور گہری تاریکی کو اس کا لپیٹنے کا کپڑا اور اس کے لیے حد ٹھہرائی اور بینڈے اور کواڑ لگائے اور کہا یہاں تک کہ تو آنا پر آگے نہیں اور یہاں تیری بپھرتی ہوتی موجیں رک جائیں گی کیا تونے اپنی عمر میں کبھی صبح پر حکمرانی کی اور کیا تونے فجر کو اس کی جگہ بتائی تاکہ وہ زمین کے کناروں پر قبضہ کرے اور شریر لوگ اس میں سے جھاڑ دیئے جائیں؟ وہ ایسی بدلتی ہے جیسے مہر کے نیچے چکنی مٹی اور تمام چیزیں کپڑے کی طرح نمایاں ہو جاتی ہیں۔ اور شریروں سے ان کی روشنی روک لی جاتی ہے اور بلند بازو توڑا جاتا ہے کیا تو سمندر کے سوتوں میں داخل ہوا ہے؟ یا گہراؤ کی تھاہ میں چلاہے؟ کیا موت کے پھاٹک تجھ پر ظاہر کر دیئے گئے ہیں؟ یا تونے موت کے سایہ کے پھاٹکوں کو دیکھ لیا ہے؟ کیا تونے زمین کی چوڑائی کو سمجھ لیا ہے؟ اگر تو یہ سب جانتا ہے تو بتا۔ نور کے مسکن کا راستہ کہاں ہے؟ رہی تاریکی۔ سو اس کا مکان کہاں ہے؟"[19]

چنانچہ خداوند کریم نے سیدنا ایوبؑ کو ایک ایک چیز گنا کر اس کی مصلحت کے بارے میں سوال کیا ہے۔ مگر انسان اپنی ناقص عقل و نادانی سے کہاں خداوند کریم کا بھید پا سکتا ہے تاوقتیکہ وہ خود اس کی راز پاش نہ کر دے۔ چنانچہ سیدنا ایوب نے اپنی عجز و انکساری کا اعتراف کر کے خداوند کریم کو یوں جواب دیا: "دیکھ! میں ناچیز ہوں میں تجھے کیا جواب دوں؟ میں اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھتا ہوں اب جواب نہ دوں گا"[20]

بحث پنجم:

بحث پنجم آخری باب یعنی باب 42 پر مشتمل ہے۔ اس میں سیدنا ایوبؑ کا عجز و انکساری اور ابتلاء کے بعد ان کی شفایابی اور مال و اولاد کے لوٹانے کا ذکر ہے۔ نیز تینوں دوستوں کو سیدنا ایوبؑ کی خدمت میں حاضر ہونے اور اپنے کیے پر نادم و شرم سار ہو کر قربانی کی صورت توبہ کرنے کا بیان ہے۔ جب کہ آخری آیات سیدنا ایوب کی عمر و وفات پر مشتمل ہے۔ چنانچہ ابتدائی آیات میں سیدنا ایوبؑ نے اپنے عجز و انکساری اور خداوند کریم کے قادر مطلق ہونے کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے: "میں جانتا ہوں کہ تو سب کچھ کر سکتا ہے یہ کون ہے جو نادانی سے مصلحت پر پردہ ڈالتا ہے؟ لیکن میں نے جو نہ سمجھا وہی کہا یعنی ایسی باتیں جو میرے لیے نہایت عجیب تھیں جن کو میں جانتا نہ تھا میں تیری منت کرتا ہوں سن۔ میں کچھ کہوں گا میں تجھ سے سوال کروں گا تو مجھے بتا میں نے تیری خبر کان سے سنی تھی پر اب میری آنکھ تجھے دیکھتی ہے اس لیے مجھے اپنے آپ سے نفرت ہے اور میں خاک اور راکھ میں توبہ کرتا ہوں"[21]

تینوں دوستوں کی انابت الی اللہ:

چونکہ سیدنا ایوبؑ کے تینوں دوست الیفز تیمانی، بلدد سوخی اور ضوفر نعماتی نے ان کے اور خداوند کریم کے بارے میں احمقانہ باتیں کہیں تھیں جس پر خداوند کریم کی طرف سے پکڑ آئی اور کہا کہ چونکہ تم نے میرے بارے میں برحق بات نہ کہی لہذا اب تمہاری توبہ یہی ہے کہ تم تینوں سات بیل اور سات مینڈھے لے کر سیدنا ایوب کی خدمت میں جا کر قربانی کرو، تاکہ تمہاری جہالت کے مطابق تمہارے ساتھ سلوک نہ کروں، اور میرا بندہ ایوبؑ تمہارے لیے دعا کریں۔ چنانچہ خداوند کریم نے کہا:

"اس نے الیفز تیمانی سے کہا کہ میرا غضب تجھ پر اور تیرے دونوں دوستوں پر بھڑکا ہے کیونکہ تم نے میری بابت وہ بات نہ کہی جو حق ہے جیسے میرے بندہ ایوب نے کہی پس اب اپنے لیے سات بیل اور سات مینڈھے لے کر میرے بندہ ایوب کے پاس جاؤ اور اپنے لیے سوختنی قربانی گزارو۔"[22]

تینوں دوستوں نے فرمان خداوندی کے مطابق سیدنا ایوب کی خدمت میں حاضر ہو کر قربانی پیش کی جسے خداوند کریم نے قبول فرما کر سیدنا ایوب کی حالت بدلنے کا سبب بنایا۔

مال واولاد:

ابتلاء وآزمائش کے بعد خداوند کریم نے اس کو دوبارہ صحت کی نعمت سے نوازا۔ اور جن عزیز واقارب نے ان کو چھوڑ دیا تھا دوبارہ ان کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے نیز اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں پہلے سے زیادہ برکت رکھ دی اور لوگوں نے بھی اپنی طرف سے ان کو سونے کی بالی اور سکے دے دیئے۔ اور یوں ان کے پاس چودہ ہزار بھیڑ بکریاں، چھ ہزار اونٹ، ہزار جوڑی بیل اور ہزار گدھیاں ہو گئیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ اولاد کی نعمت سے نوازا۔ اور ان کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اس بارے میں عہد نامہ قدیم کا بیان درج ذیل ہے: "خداوند نے ایوب کو جتنا اس کے پاس پہلے تھا اس کا دوچند دیا تب اس کے سب بھائی اور سب بہنیں اور اس کے سب اگلے جان پہچان اس کے پاس آئے اور اس کے گھر میں اس کے ساتھ کھانا کھایا اور اس پر نوحہ کیا اور ان سب بلاؤں کے بارے میں جو خداوند نے اس پر نازل کی تھیں اسے تسلی دی ہر شخص نے اسے ایک سکہ بھی دیا اور ہر ایک نے سونے کی ایک بالی یوں خداوند نے ایوب کے آخری ایام میں ابتداء کی نسبت زیادہ برکت بخشی اور اس کے پاس چودہ ہزار بھیڑ بکریاں اور چھ ہزار اونٹ اور ہزار جوڑی بیل اور ہزار گدھیاں ہو گئیں اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں بھی ہوئیں۔ اور اس نے پہلی کا نام یمیمہ اور دوسری کا نام قصیاہ اور تیسری کا نام قرن ہپوک رکھا اور اس ساری سرزمین میں ایسی عورتیں کہیں نہ تھیں جو ایوب کی بیٹیوں کی طرح خوب صورت ہوں۔ [23]"

وفات:

عہد نامہ قدیم کی تصریح کے مطابق سیدنا ایوب ابتلاء کے بعد ایک سو چالیس برس زندہ رہیں یہاں تک کہ اپنے بیٹے اور پوتے چوتھی پشت تک دیکھے اور پھر دنیا سے رحلت کر گئے۔ چنانچہ سفر ایوب کی عبارت درج ذیل ہے: "اس کے بعد ایوب ایک سو چالیس برس جیتا رہا اور اپنے بیٹے اور پوتے چوتھی پشت تک دیکھے اور ایوب نے بڈھا اور عمر رسیدہ ہو کر وفات پائی [24]"

حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش: قرآن کریم کی روشنی میں

نام ونسب: قاضی ثناء اللہ پانی پتی [25] حضرت ایوبؑ کا سلسلہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ایوب بن احرص بن رازح بن روم بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام۔ آپ کی والدہ حضرت لوط بن ھاران کی اولاد میں سے تھیں [26]۔ بعض محدثین ومفسرین نے ان کے نسب کے بعض ناموں میں اختلاف کیا ہے مثلاً امام ثعالبی نے " الكشف والبيان [27] " میں امام خازن نے "تفسير الخازن [28]" میں اور امام بغوی نے "معالم التنزيل [29]" میں احرص کی بجائے "اموص" لکھا ہے۔ اسی طرح علامہ عینی نے " عمدة القاري [30]" اور ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری [31]" میں بھی کچھ ناموں میں اختلاف کیا ہے مگر اسی کو راجح قرار دیا ہے جو اوپر ذکر کیا گیا۔

خاندان وسکونت:

حضرت ایوبؑ یعقوب بن اسحاق علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ روم سے تعلق رکھنے والے، صاحب مال واولاد تھے۔ ان کا وطن عوص یا ادوم تھا۔ ان کی بیوی کا نام لیا بنت یعقوب یا ماخر بنت میشا بن یوسف تھا جب کہ بعض نے ان کی بیوی کا نام رحمۃ بنت افرائیم بن یوسف بن یعقوبؑ نقل کیا ہے۔ حضرت ایوب، حضرت یعقوبؑ کے دور میں تھے ان کی ماں حضرت لوطؑ کی بیٹی تھی [32]۔

حضرت ایوبؑ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے تھے قرآن میں ایک آیت سے مفسرین نے حضرت ایوبؑ کے مبارک خاندان کا سلسلہ کچھ یوں بیان کیا ہے جو کہ مستند ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا﴾ [33]

ترجمہ: " ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد ہوئے اور وحی بھیجی ابراہیم پر اور اسماعیل پر اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور اس کی اولاد پر اور عیسیٰ پر اور ایوب پر اور یونس پر اور ہارون پر اور سلیمان علیہم السلام پر اور ہم نے دی داؤد ؑ کو زبور"

چونکہ حضرت ایوب ؑ کی والدہ، حضرت لوط ؑ کی بیٹی تھیں، اس طرح آپ، حضرت لوط کے نواسے ہوئے۔ حضرت ایوب ؑ سے متعلق معلومات کے ذرائع قرآنِ کریم، تورات یا پھر وہ اقتباسات ہیں، جو عرب مؤرخین نے قدیم تاریخ سے اخذ کرکے تحریر کیے۔ اللہ نے آپ کو منصب نبوت کے جلیل القدر مقام پر فائز کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو اپنے قبیلے کا سردار بھی بنایا اور عزت و احترام اور جاہ و حشم سے نوازا۔ آپ کے مال مویشیوں کی تعداد ہزاروں میں تھی اور خدمت گار سینکڑوں تھے۔ مال کی فراوانی تھی۔ بے شمار باغات اور کھیت آپ کی ملکیت تھے۔ بے حد فیاض انسان تھے۔ غریبوں کی امداد، فقراء و مساکین کی اعانت، بیکسوں کی دستگیری، بیواؤں اور یتیموں کی کفالت، سرپرستی اور مظلوموں کی فریادرسی آپ کی زندگی کا حصہ تھی[34]۔

عہد ایوب علیہ السلام:

مشہور عرب مؤرخ ابن عساکر[35] حضرت ایوب ؑ کو قریب بعہد ابراہیمی مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ حضرت لوط ؑ کے معاصر اور دین ابراہیمی کے پیروکار تھے۔ اس قول کی بناء پر ان کا زمانہ حضرت موسیٰ ؑ کے بعد کا ہے[36]۔ جب کہ وہبۃ الزحیلی مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کا زمانہ حضرت موسیٰ ؑ سے قبل یا حضرت ابراہیم ؑ سے سو سال پہلے کا ہے۔ مشہور سیرت نگار ابن اسحاق کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھے[37]۔

ان کے برعکس مولانا سید سلیمان ندوی[38] فرماتے ہیں کہ حضرت ایوب ؑ بنی ادوم میں سے ہیں اور ان کا زمانہ 1000 ق م اور 700 ق م کے درمیان ہے چنانچہ ارض القرآن میں ہے:

"یہ مسئلہ کہ حضرت ایوب ؑ ایک ادومی عرب تھے خود سفر ایوب ؑ سے ثابت ہے عوض کی سرزمین میں ایک مرد صالح، راست گو، خدا سے ڈرنے والا، اور بدی سے دور تھا[39]"

i. زمانہ کے متعلق بھی فیصلہ اس لیے آسان ہے کہ "کلدان" (ایوب 1-17) اور سبا (ایوب 10-15) کا اس پر ذکر معاصرت ہے سبا کا عروج 100 ق م 700 ق م تک ہے اس لیے ان دونوں زمانوں کے حدود میں کہیں حضرت ایوب ؑ کا عہد قرار دینا چاہیئے[40]"

ii. مگر مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی سید سلیمان ندوی کی تحقیق سے اتفاق نہیں کرتے اور فرماتے ہیں کہ ان کا یہ فرمانا کہ سیدنا ایوب ؑ کا عہد 1000 ق م 700 ق م کے درمیان ہے غیر تحقیقی ہے بلکہ صحیح اور تحقیقی بات یہ ہے کہ سیدنا ایوب ؑ کا زمانہ حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت اسحاق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام کے زمانہ کے درمیان ہے اور تقریباً 1500 ق م اور 1300 ق م کے حدود میں تلاش کرنا چاہیے۔

iii. ہماری یہ تحقیق چند اہم قرائن پر مبنی ہے اور جو اس درجہ واضح ہیں کہ اگر ان کو دلائل بھی کہہ دیا جائے تو بے جا نہیں ہے۔

iv. پہلا قرینہ یہ ہے کہ بالاتفاق محققین تورات کے نزدیک صحیفہ ایوب ؑ حضرت موسیٰ ؑ کے قبل زمانہ کا ہے اور حضرت موسیٰ ؑ نے اس کو قدیم عربی سے عبرانی میں نقل کیا ہے اور یہ کہ مجموعہ تورات میں سے سے قدیم صحیفہ سفر ایوب ہے۔

v. جن مؤرخین نے سیدنا ایوب ؑ کو بنی ادوم میں سے بتایا ہے وہ بھی ادوم (عیسو یا عیص) اور ان کے درمیان دو واسطوں سے زیادہ بیان نہیں کرتے یعنی ایوب بن زراح (زارح) بن موص (عوض) بن عیصو (عیسو)۔[41]

vi. یہی مؤرخین حضرت ایوب ؑ کا سلسلۂ نسب بیان کرتے ہوئے جب مادری سلسلہ پر آتے ہیں تو لوط ؑ کی صاحبزادی سے لے کر صاحبزادگان تک حضرت یوسف ؑ کی صاحبزادیوں کے ذکر کے نیچے نہیں اُترتے، مثلاً ابن عساکر کہتے ہیں کہ وہ بنت لوط ؑ کے صاحبزادے ہیں اور قاضی بیضاوی نقل کرتے ہیں کہ وہ لیا بنت یعقوب ؑ یا ماخیر بنت میشا بن یوسف ؑ یا رحمت بنت افرائیم بن یوسف علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں[42]۔

vii. سید صاحب نے عوض کا جو نسب نامہ نقل کیا ہے اس کے پیش نظر بھی حضرت ایوبؑ کا نسب نامہ اس طرح بغیر کسی جرح و تنقید کے صحیح ہو سکتا ہے۔یعنی یوباب (ایوب) بن زارح بن عوض بن دیسان بن عیسو بن اسحقؑ اور اس سلسلہ میں اگرچہ عام مؤرخین کے بیان کردہ نسب نامہ سے صرف ایک نام دیسان کا اضافہ ہوتا ہے۔ تاہم اس سے یہ فرق نہیں پڑتا کہ ان کا زمانہ پیچھے ہٹ کر حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے بھی بعد ہو جائے اور ۱۰۰۰ ق م اور ۷۰۰ ق م کے درمیان پہنچ جائے۔

مسطورہ بالا قرائن یا دلائل میں سے پہلا قرینہ بہت مضبوط اور تاریخی حیثیت رکھتا ہے، اس لئے کہ محققین توراۃ نے تاریخی روشنی ہی میں یہ متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ سفر ایوبؑ حضرت موسیٰؑ کے عہد سے قبل زمانہ کا ہے اور اس لئے یہ قرینہ نہیں بلکہ زبردست دلیل ہے اور دوسرا اور تیسرا قرینہ اگرچہ ناموں کے تعین کے لحاظ سے قابل بحث ہو سکتا ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ تورات اور تاریخی نقول کا سلسلۂ نسب کے متعلق یہ بیان کہ حضرت یوسفؑ کے نواسہ یا حضرت لوطؑ کے نواسہ ہیں۔ محض اتفاقی نہیں ہے بلکہ کسی حقیقت پر مبنی ہے اور چوتھا قرینہ بھی یہ واضح کرتا ہے کہ حضرت ایوبؑ کا زمانہ حضرت موسیٰؑ سے قبل ہونا چاہئے اور وہ 1500 ق م اور 1300 ق م کے درمیان ہو سکتا ہے۔ امام بخاریؒ کی بھی غالباً یہی تحقیق ہے۔ اسی لئے انہوں نے کتاب الانبیاء میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق جو ترتیب قائم کی ہے اس میں حضرت ایوبؑ کا ذکر حضرت یوسفؑ کے بعد اور حضرت موسیٰؑ سے قبل کیا ہے[43]۔

قرآن کریم میں تذکرہ ایوب علیہ السلام:

قرآن کریم میں حضرت ایوبؑ کا ذکر چار سورتوں میں آیا ہے سورہ النساء، سورہ الانعام، سورہ الانبیاء اور سورہ ص۔ سورہ النساء اور سورہ الانعام میں انبیا علیہم السلام کی فہرست میں صرف نام مذکور ہے: چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا﴾[44]

ترجمہ: "ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد ہوئے اور وحی بھیجی ابراہیم پر اور اسماعیل پر اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور اس کی اولاد پر اور عیسیٰ پر اور ایوب پر اور یونس پر اور ہارون پر اور سلیمان علیہم السلام پر اور ہم نے دی داؤدؑ کو زبور"

اسی طرح سورہ الانعام میں ہے:﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾[45] "اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب سب کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سب سے پہلے اور اس کی اولاد میں داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کو اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام والوں کو"

اور سورۃ الانبیاء اور سورۃ ص میں مجمل تذکرہ ہے اور صرف یہ بتایا گیا ہے کہ ان پر آزمائش و امتحان کا ایک سخت وقت آیا اور مصیبتوں اور بلاؤں نے چہار جانب سے ان کو گھیر لیا مگر وہ صبر و شکر کے ماسوا حرف شکایت تک زبان پر نہیں لائے اور آخر کار ان کو خدائے تعالیٰ نے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا اور مصائب کے بادل دور کر کے ان کو فضل و عطا سے مالا مال کر دیا[46]۔

حضرت ایوبؑ کی آزمائش اور ان کا صبر عظیم:

کتاب و سنت نے حضرت ایوبؑ کی جس خصوصیت سے ہمیں متعارف کرایا ہے۔ وہ آپ کا صبر ہے۔ آپ کی زندگی کا ابتدائی زمانہ نہایت خوشحالی کا تھا۔ مال کی سب اقسام اولاد، بیوی، جائیداد غرضیکہ سب کچھ وافر مقدار میں عطا ہوا تھا اور آپ کثرت اموال و اراضی میں مشہور تھے۔ اس دور میں آپ ہمیشہ اللہ کا شکر بجالاتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوسری طرح آزمانا چاہا اور آپ پر ابتلا کا دور جو آیا کہ ہر چیز ہاتھ سے نکل گئی۔ اور اپنا یہ حال تھا کہ کسی طویل بیماری میں مبتلا ہو گئے اور ایسے بیمار پڑے کہ ایک بیوی کے سوا سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔ آپ کی

آزمائش جس قدر بڑھتی گئی اسی قدر آپ کا صبر وشکر بھی مزید پختہ ہوتا گیا یہاں تک کہ اس ابتلاء کے طویل دور میں آپ نے صبر استقامت کا ایسا بے مثال مظاہرہ کیا جو ضرب المثل بن چکا ہے۔

حضرت ایوبؑ کے مرض کی نوعیت:

اسرائیلی روایات میں حضرت ایوبؑ کے مرض کے متعلق مبالغہ آمیز روایات درج ہیں اور ان میں ایسے امراض کا انتساب کیا گیا ہے جو باعث نفرت سمجھے جاتے ہیں اور جن کی وجہ سے مریض انسان سے بچنا ضروری سمجھا جاتا ہے مثلاً جذام یا پھوڑے پھنسیوں کا اس حد تک پہنچ جانا کہ بدن گل سڑ جائے اور بدبو سے نفرت پیدا ہونے لگے۔ حافظ ابن کثیر امام مجاہد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ان کو سب سے پہلے چیچک کا مرض لاحق ہو گیا تھا نیز سدی نے کہا ہے کہ آپ جذام کی بیماری میں مبتلا ہوئے تھے اور آپ کا گوشت جھڑ گیا اور صرف ہڈیاں اور پٹھے باقی رہ گئے تھے[47]۔

مگر ان روایات کو نقل کرنے کے بعد بعض مفسرین نے یہ اشکال پیدا کیا ہے کہ نبی کو ایسا مرض لاحق نہیں ہوتا جو انسانوں کی نگاہوں میں باعث نفرت ہو اور اس کی وجہ سے وہ مریض سے دور بھاگتے ہوں اس لیے کہ یہ نبوت کے مقصد وارشاد کے منافی اور رشد وہدایت کے لیے رکاوٹ کا باعث ہے[48]۔

چنانچہ مفتی محمد شفیع[49] فرماتے ہیں:

"قرآن کریم میں اتنا تو بتایا گیا ہے کہ حضرت ایوبؑ کو ایک شدید قسم کا مرض لاحق ہو گیا تھا لیکن اس مرض کی نوعیت نہیں بتائی گئی احادیث میں بھی اس کی کوئی تفصیل آنحضرتﷺ سے منقول نہیں ہے البتہ بعض آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے جسم کے ہر حصے پر پھوڑے نکل آئے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے گھن کی وجہ سے آپ کو ایک کوڑی پر ڈال دیا تھا لیکن بعض مفسرین نے ان آثار کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بیماریاں آ سکتی ہیں لیکن انہیں ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں کیا جاتا جن سے لوگ گھن کرنے لگیں حضرت ایوبؑ کی بیماری بھی ایسی نہیں ہو سکتی بلکہ یہ کوئی عام قسم کی بیماری تھی لہذا وہ آثار جن میں حضرت ایوبؑ کی طرف پھوڑے پھنسیوں کی نسبت کی گئی ہے یا جن میں کہا گیا ہے کہ آپ کو کوڑی پر ڈال دیا گیا تھا روایۃً ودرایۃً قابل اعتماد نہیں ہیں[50]"

نیز اس بارے میں علامہ قرطبی[51] اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں:

"قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَلَمْ يَصِحَّ عَنْ أَيُّوبَ فِي أَمْرِهِ إِلَّا مَا أَخْبَرَنَا اللَّهُ عَنْهُ فِي كِتَابِهِ فِي آيَتَيْنِ، الْأُولَى قَوْلُهُ تَعَالَى:" وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ" [الأنبياء: 83] وَالثَّانِيَةُ فِي:" ص"" أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذابٍ". وَأَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَصِحَّ عَنْهُ أَنَّهُ ذَكَرَهُ بِحَرْفٍ وَاحِدٍ إِلَّا قَوْلُهُ:" بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ إِذْ خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ" الْحَدِيثُ. وَإِذْ لَمْ يَصِحَّ عَنْهُ فِيهِ قُرْآنٌ وَلَا سُنَّةٌ إِلَّا مَا ذَكَرْنَاهُ، فَمَنِ الَّذِي يُوصِلُ السَّامِعَ إِلَى أَيُّوبَ خَبَرُهُ، أَمْ عَلَى أَيِّ لِسَانٍ سَمِعَهُ؟ وَالْإِسْرَائِيلِيَّاتُ مَرْفُوضَةٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ عَلَى الْبَتَاتِ، فَأَعْرِضْ عَنْ سُطُورِهَا بَصَرَكَ، وَأَصْمِمْ عَنْ سَمَاعِهَا أُذُنَيْكَ، فَإِنَّهَا لَا تُعْطِي فِكْرَكَ إِلَّا خَيَالًا، وَلَا تَزِيدُ فُؤَادَكَ إِلَّا خَبَالًا[52]"

"ابن عربی قاضی ابو بکر کہتے ہیں کہ حضرت ایوبؑ کے بارے میں کچھ ثابت نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان دو آیات میں جو خبر دی ہے: وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ" [الأنبياء: 83] دوسری سورۃ "ص" میں ہے" أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذابٍ" جہاں تک نبی کریمﷺ کا تعلق ہے تو آپﷺ سے کوئی چیز صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں مگر یہ قول ملتا ہے:"بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ إِذْ خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ[53]" جب حضرت ایوبؑ کے بارے میں آپ سے نہ قرآن اور نہ حدیث سے کوئی چیز ثابت ہے مگر جس کا ہم نے ذکر کیا ہے تو وہ کون

ہے جو سامع تک اپنی خبر پہنچا دیتا ہے یا کس زبان سے اس نے یہ بات سنی ہے علماء کے نزدیک اسرائیلی روایات قطعی طور پر ترک کر دی گئی ہیں ان کی تحریروں سے اپنی نظر کو دور رکھو اور ان کو سننے سے اپنے کانوں کو بند رکھو کیونکہ اسرائیلیات تجھے صرف خیال عطا کریں گی اور تیرے دل میں سوائے فساد کے کسی چیز کا اضافہ نہ کریں گی"

بیماری کی مدت:

حضرت ایوبؑ کی بیماری کی مدت کے بارے میں مورخین ومفسرین کی آراء مختلف ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں حافظ عماد الدین ابن کثیر[54] چند اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وقد اختلفوا في مدة بلواه على أقوال : فزعم وهب أنه ابتلي ثلاث سنين لا تزيد ولا تنقص وقال أنس : ابتلي سبع سنين وأشهرا ـــ وقال حميد : مكث في بلواه ثماني عشرة سنة[55]"

ترجمہ" ان کی مدت ابتلاء کے بارے میں اقوال مختلف ہیں چنانچہ وہب کہتے ہیں کہ آپ تین سال تک اس مرض میں مبتلا رہے نہ کم نہ زیادہ اور انس کہتے ہیں کہ سات سال اور چند ماہ تک مبتلا رہے جب کہ حمید کہتے ہیں کہ آپ کی مدت ابتلاء اٹھارہ برس ہے"

اسی طرح امام قرطبی ان کی مدت ابتلاء کے بارے میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد ابن شہاب کی روایت کو بنیاد بنا کر اٹھارہ برس کی مدت کو ترجیح دیتے ہیں۔

ان کی عبارت درج ذیل ہے:

"وَاخْتُلِفَ فِي مُدَّةِ إِقَامَتِهِ فِي الْبَلَاءِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَتْ مُدَّةُ الْبَلَاءِ سَبْعَ سِنِينَ وَسَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَسَبْعَةَ أَيَّامٍ وَسَبْعَ لَيَالٍ. وَهْبٌ: ثَلَاثِينَ سَنَةً. الْحَسَنُ: سَبْعَ سِنِينَ وَسِتَّةَ أَشْهُرٍ. قُلْتُ: وَأَصَحُّ مِنْ هَذَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَنَةً[56]"

" ان کی ابتلاء کی مدت کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان کی ابتلاء کی مدت سات سال، سات ماہ، سات دن اور سات راتیں ہیں وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ سات سال اور چھ مہینے ہیں میں کہتا ہوں کہ زیادہ صحیح مدت اٹھارہ سال ہیں ابن شہاب نے اس کو نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے ابن مبارک نے اسے ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے"

پروردگار سے دعائے عافیت اور صحت یابی:

قرآن کریم کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ایوبؑ اس ابتلاء وامتحان میں پوری طرح کامیاب ہو گئے تھے اور اس عرصہ دراز میں کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد آپ کی بیوی نے عرض کیا آپ اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کی یہ مصیبت دور فرمادے آپ نے جواب دیا کہ میں ستر برس عافیت میں رہا ہوں کیا مجھے ستر برس اللہ کی آزمائش پر صبر نہیں کرنا چاہیے؟ بالآخر آپ نے اپنے پروردگار سے خوب عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو چشمے سے غسل کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ ایک روایت میں حضرت ایوبؑ کی صحت یابی کا تذکرہ ملتا ہے جس کو محمد بن حبان نے " صحیح ابن حبان " میں علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین نے " کنزل العمال " میں امام حاکم نے " المستدرک " میں امام طحاوی نے " شرح مشکل الاثار " میں اور ابو نعیم اصفہانی نے " حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء " میں ذکر کی ہیں۔ اس روایت کے بارے میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں اگر کوئی روایت صحت کو پہنچ سکتی ہے تو حضرت انس کا ایک اثر ہے جس کو ابن ابی حاتم، ابن جریج اور ابن جریر نے روایت کی ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے[57]۔ وہ روایت درج ذیل ہے۔

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَيُّوبَ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِثَ فِي بَلَائِهِ ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَرَفَضَهُ الْقَرِيبُ وَالْبَعِيدُ إِلَّا رَجُلَيْنِ مِنْ إِخْوَانِهِ كَانَا مِنْ أَخَصِّ إِخْوَانِهِ، كَانَا يَغْدُوَانِ إِلَيْهِ وَيَرُوحَانِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: تَعْلَمُ وَاللهِ لَقَدْ أَذْنَبَ أَيُّوبُ ذَنْبًا مَا أَذْنَبَهُ أَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِينَ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: مُنْذُ ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً لَمْ يَرْحَمْهُ اللَّهُ، فَيَكْشِفُ مَا بِهِ، فَلَمَّا رَاحَ إِلَيْهِ لَمْ يَصْبِرِ الرَّجُلُ حَتَّى ذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ أَيُّوبُ: لَا أَدْرِي مَا تَقُولُ غَيْرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ أَمُرُّ عَلَى الرَّجُلَيْنِ يَتَنَازَعَانِ فَيَذْكُرَانِ اللَّهَ، فَأَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَأُكَفِّرُ عَنْهُمَا كَرَاهِيَةَ أَنْ يُذْكَرَ اللَّهُ إِلَّا فِي حَقٍّ قَالَ: وَكَانَ يَخْرُجُ إِلَى حَاجَتِهِ، فَإِذَا قَضَى حَاجَتَهُ أَمْسَكَتِ امْرَأَتُهُ بِيَدِهِ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ، أَبْطَأَ عَلَيْهَا، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى أَيُّوبَ فِي مَكَانِهِ {ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ} فَاسْتَبْطَأَتْهُ فَبَلَغَتْهُ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا قَدْ أَذْهَبَ اللَّهُ مَا بِهِ مِنَ الْبَلَاءِ فَهُوَ أَحْسَنُ مَا كَانَ، فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: أَيْ بَارَكَ اللَّهُ، فِيكَ هَلْ رَأَيْتَ نَبِيَّ اللهِ هَذَا الْمُبْتَلَى، وَاللهِ عَلَى ذَلِكَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ بِهِ مِنْكَ إِذْ كَانَ صَحِيحًا قَالَ: فَإِنِّي أَنَا هُوَ، وَكَانَ لَهُ أَنْدَرَانِ: أَنْدَرُ الْقَمْحِ، وَأَنْدَرُ الشَّعِيرِ، فَبَعَثَ اللَّهُ سَحَابَتَيْنِ، فَلَمَّا كَانَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى أَنْدَرِ الْقَمْحِ، أَفْرَغَتْ فِيهِ الذَّهَبَ حَتَّى فَاضَتْ، وَأَفْرَغَتِ الْأُخْرَى عَلَى أَنْدَرِ الشَّعِيرِ الْوَرِقَ حَتَّى فَاضَتْ[58]"

"حضرت انس بن مالک نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ایوبؑ اللہ کے نبی مصائب کے امتحان میں اٹھارہ برس تک مبتلا رہے یہاں تک کہ تمام عزیز و اقارب اور قریب و بعید سب ہی نے کنارہ کشی اختیار کر لی سوائے دو رشتہ داروں کے جو صبح و شام ان کے پاس آتے تھے ایک مرتبہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے حضرت ایوبؑ نے کوئی بہت بڑا گناہ کر لیا ہے جو مخلوقات میں سے کسی نے نہیں کیا ہے (تب ہی تو ان کو شفا نہیں مل رہی) اس کے دوست نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ اٹھارہ سے تو اس لیے وہ یہ مصیبت جھیل رہا ہے اور خدا ان پر رحم نہیں کر تا ورنہ اس مصیبت کو دور کر لیتا جب شام وہ وہاں گئے تو دوسرے دوست نے حضرت ایوبؑ سے اس کا ذکر کیا تو حضرت ایوبؑ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں سوائے اس کے کہ ایک مرتبہ میرا دو آدمیوں پر گزر ہوا جو کسی بات پر جھگڑ رہے تھے اور اللہ کی ذات کی قسم کھا رہے تھے تو میں اپنے گھر آکر ان کی طرف سے کفارہ ادا کیا کہ کہی اس نے حق کے علاوہ اللہ کی ذات کی قسم نہ اٹھائی ہو نیز حضرت ایوبؑ قضائے حاجت کے لیے باہر نکلا کرتے تھے جب وہ اپنی حاجت پوری کر لیتے تو ان کی بیوی ان کا ہاتھ پکڑ کر واپس لے آتی ایک دن اس نے تاخیر کر دی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کے پاس وحی بھیجی "ایڑی مارو یہ نہانے کی جگہ اور ٹھنڈا پانی پینے کے لیے ہے جب وہ واپس آئی تو ان کو اس حالت میں پایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تندرستی عطا فرمائی ہے جب اس نے دیکھا تو کہا کیا تم نے اللہ کا نبی جو مرض میں مبتلا تھا دیکھا ہے؟ اللہ کی قسم نے تیرے جیسا تندرست آدمی کبھی نہیں دیکھا ہے تو انہوں نے جواب دیا میں ہی تو ایوبؑ ہوں، نیز ان کے دو کھلیان تھے (جن میں کھیتی کاٹنے کے بعد غلہ جمع کیا جاتا ہے) ایک کھلیان گیہوں کا دوسرا کھلیان جو کا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیجا جس نے گیہوں والے کھلیان میں اتنا سونا برسایا کہ بہنے لگا اور جو کے کھلیان میں اتنی چاندی برسائی کہ وہ بھی بہہ پڑی"

تصریحات قرآنی:

حضرت ایوبؑ کا واقعہ قرآن کریم میں نہایت مختصر اور سادہ طرز میں بیان کیا گیا ہے لیکن بلاغت و معانی کے لحاظ سے واقعات کے جس قدر بھی صحیح اور اہم اجزاء تھے ان کو ایسے اعجاز کے ساتھ ادا کیا گیا ہے کہ سفر ایوبؑ کے ضخیم اور طویل صحیفہ میں بھی وہ بات نظر نہیں آتی۔ حضرت ایوبؑ کے بارے میں قرآن کریم کی چند تصریحات درج ذیل ہیں۔

(1) ---"إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ---الی آخر الایة[59]"

"ہم نے آپ ﷺ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوحؑ کے پاس بھیجی تھی اور ان کے بعد اور پیغمبروں کے پاس اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسی اور ایوب علیہم السلام---کے پاس وحی بھیجی تھی"

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت میں چند انبیاء علیہم السلام اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آنا مذکور ہے جس میں سیدنا ایوبؑ کا نام صراحتاً مذکور ہے جس سے ان کا اللہ تعالیٰ کے نبی، صاحب وحی اور برگزیدہ بندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

(2) --- أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ[60]: "مجھ کو تکلیف پہنچی ہے"

چونکہ حضرت ایوبؑ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے اور سب سے زیادہ آزمائش انبیاء کرام پر آتی ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:" الأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الأَمْثَلُ فَالأَمْثَلُ، فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلاَؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ"[61]

اس لیے قرآن کریم کی درج بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ایوبؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شدید آزمائش میں مبتلا کیے گئے تھے اس بیماری کی نوعیت اوپر بیان کی جاچکی ہے۔

(3) --- أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ[62]:

"بلاشبہ شیطان نے مجھ کو رنج اور آزار پہنچایا ہے"

بعض مفسرین نے شیطان کے رنج و آزار پہنچانے کی یہ تفصیل بیان کی ہے کہ حضرت ایوبؑ جس بیماری میں مبتلا ہوئے وہ شیطان کے تسلط کی وجہ سے آئی تھی اور ہوا یوں کہ ایک مرتبہ فرشتوں نے حضرت ایوبؑ کی بہت تعریف کی جس پر شیطان کو سخت حسد ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے ان کے جسم اور مال و اولاد پر ایسا تسلط عطا کر دیا جائے جس سے میں ان کے ساتھ جو چاہوں سو کروں اللہ تعالیٰ کو بھی حضرت ایوبؑ کی آزمائش مقصود تھی اس لیے شیطان کو یہ حق دے دیا گیا اور اس نے آپؑ کو اس بیماری میں مبتلا کر دیا۔

لیکن محقق مفسرین نے اس قصے کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ قرآن کریم کی تصریح کے مطابق انبیاء علیہم السلام پر شیطان کو تسلط حاصل نہیں ہو سکتا اس لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ اس نے آپؑ کو بیماری میں مبتلا کر دیا ہو۔

بعض مفسرین نے شیطان کے رنج و آزار پہنچانے کی یہ تشریح کی ہے کہ بیماری کی حالت میں شیطان حضرت ایوبؑ کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالا کرتا تھا اس سے آپ کو اور زیادہ تکلیف ہوتی تھی[63]۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی[64] مندرجہ بالا آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ رنج و آزار حسب قول بعض مفسرین وہ ہے جو امام احمد[65] نے کتاب الزہد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بار شیطان بشکل طبیب کے ایوبؑ کی بی بی کو راستہ میں ملا انہوں نے اس کو طبیب سمجھ کر علاج کی درخواست کی اس نے کہا کہ اس شرط سے کہ اگر ان کو شفا ہو جاوے تو یوں کہہ دینا کہ تو نے ان کو شفا دی میں اور کچھ نذرانہ نہیں چاہتا انہوں نے ایوبؑ سے ذکر کی انہوں نے فرمایا کہ بھلی مانس وہ تو شیطان تھا میں عہد کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو شفا دے دے تو میں تجھ کو سو قمچیاں ماروں گا پس آپ کو اس سے سخت رنج پہنچا کہ میری بیماری کی بدولت شیطان کا یہاں تک حوصلہ بڑھا کہ خاص میری بی بی سے ایسے کلمات کہلوانا چاہتا ہے جو ظاہراً موجب شرک ہیں"[66]

(4) --- فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ[67]:

"سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا"

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ حضرت ایوبؑ نے اپنی سخت بیماری کے دنوں میں صحت و عافیت کے لیے دعا کیوں نہیں کی؟ اور اگر کی تھی تو کیوں قبول نہ ہوئی، بات یہ ہے کہ بظاہر حضرت ایوبؑ دعا سے غافل تو نہ رہے ہوں گے، لیکن اللہ جل شانہ کی قضا و قدر میں جب تک انہیں مبتلا رکھنا تھا اس وقت تک ابتلاء باقی رہا اور دعا کا ثواب انہیں ملتا رہا۔ اور آخرت میں درجات کی بلندی کے لیے یہ دعائیں ذخیرہ بنتی رہیں، مومن بندہ کی کوئی دعا ضائع نہیں جاتی۔

بعض روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت ایوبؑ کی اہلیہ نے عافیت کی دعاء کرنے کی بات کہی تو فرمایا ہم ستر سال عیش و آرام میں رہے اب صبر کرو جب ستر سال تکلیف میں گزر جائیں گے اس کے بعد دعاء کریں گے[68]۔

پھر جب اللہ تعالیٰ کو ان کی تکلیف دور کرنا منظور ہوا، تو انہیں دعا کرنے کی توفیق دے دی اور انہیں دعا کرنا یاد آ گیا جب دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دعاء قبول فرمائی اور مال و دولت آل و اولاد جو کچھ جاتا رہا تھا اس کا دوگنا عطا فرما دیا[69]۔

علامہ عینی[70] لکھتے ہیں:

"فإن قلت فلم لم يدع أول ما نزل به البلاء قلت لأنه علم أمر الله فيه ولا تصرف للعبد مع مولاه وأراد مضاعفة الثواب فلم يسأل كشف البلاء[71]"

"اگر تم کہو کہ حضرت ایوب ؑ نے بیماری کے شروع ہی میں دعاء کیوں نہیں مانگی تو میں کہتا ہوں اس لیے کہ حضرت ایوب ؑ نے خیال کیا کہ اس آزمائش میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم میں بندہ کا کوئی تصرف نہیں ہے یا یہ کہ حضرت ایوب ؑ نے زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لیے شروع ہی میں تکلیف دور ہونے کی دعاء نہیں مانگی"

نیز سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر کے موافق ہوتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت ایوب ؑ کو تکلیف پہنچی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دعا کرنا بھلا دیا تھا، گو اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرتے تھے لیکن دعا نہ کرتے تھے اور چونکہ دکھ تکلیف کو اللہ کی رضا سمجھتے تھے۔ اس لیے ان کی رغبت اسی میں تھی کہ تکلیف میں رہوں[72]۔

اس کی تائید حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت عثمان (رض) سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی بندہ روزانہ صبح وشام تین مرتبہ "بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" پڑھ لیا کرے تو اسے کوئی چیز بھی ضرر نہ پہنچا سکے گی حضرت ابان نے حدیث تو بیان کر دی لیکن ان کے جسم پر ایک جگہ فالج کا اثر تھا جس شخص سے انہوں نے حدیث بیان کی وہ ان کی طرف (تعجب کی نظروں سے) دیکھنے لگا حضرت ابان نے اس کی نظروں کو بھانپ لیا اور فرمایا تم مجھے کیا دیکھ رہے ہو؟ خوب سمجھ لو بلاشک وشبہ حدیث اسی طرح ہے جیسا کہ میں نے بیان کی لیکن بات یہ ہے کہ جس دن مجھے یہ تکلیف پہنچی ہے میں نے اس دعا کو نہیں پڑھا تھا (یعنی بھول گیا تھا) تاکہ اللہ اپنی تقدیر کے فیصلے کو نافذ فرما دے[73]۔

(5) ---ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ[74]:

"اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے کا ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کا"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

"حضرت ایوب ؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں پاؤں مارا تو اس کی وجہ سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا تو آپ نے اس سے غسل کیا تو ظاہر سے بیماری چلی گئی پھر آپ نے اس سے پانی پیا تو باطن سے بیماری رفع ہو گئی قتادہ کہتے ہیں یہ دونوں شام کی سرزمین میں دو چشمے ہیں جس سرزمین کو جابیہ کہتے ہیں آپ نے ان میں سے ایک سے غسل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ظاہر سے بیماری دور کر دی اور دوسرے چشمے سے پانی پیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے باطن سے بیماری کو دور کر دیا[75]"

(6) ---وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ[76]:

"اور ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطا فرمایا اور ان کے ساتھ (گنتی میں ان کے برابر بھی دی) اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور اہل عقل کے لیے یادگار رہنے کے سبب سے"

مندرجہ بالا آیت میں اہل وعیال کی عطاء کا جو ذکر آیا ہے کیا اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایوب ؑ کی صحت کے بعد ان کے ہلاک شدہ اہل وعیال کی جگہ پہلے سے زیادہ ان کے اہل وعیال میں اضافہ کر دیا اور جو اہل خاندان منتشر ہو گئے تھے ان کو دوبارہ ان کے پاس جمع کر دیا؟ یا یہ مقصد ہے کہ ہلاک شدگان کو بھی حیات تازہ بخش دی اور مزید عطا کر دیے؟ ابن کثیر نے حسن اور قتادہ سے یہی دوسرے معنی نقل کیے ہیں اور شاہ عبد القادر[77] کی بھی یہی رائے ہے، اور امام رازی وابن حبان کا رجحان پہلے معنی کی جانب سے اور آیت میں دونوں معنی کی گنجائش ہے[78]۔

(7) --- وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ[79]:

"اور تم اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لو اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو"

مندرجہ بالا آیت میں کس واقعہ کی جانب اشارہ ہے؟ قرآن عزیز اور احادیث صحیح میں تو اس کی کوئی تفصیل مذکور نہیں، البتہ مفسرین یہ کہتے ہیں کہ ایوب ؑ کی ہر قسم کی بربادی کے بعد جب ان کی بیوی کے علاوہ کوئی ان کا غمگسار باقی نہ رہا تو وہ نیک بی بی ہر وقت ایوب ؑ کی تیمارداری میں مشغول اور دکھ درد کی

شریک رہتی تھی۔ ایک مرتبہ اس نے حضرت ایوبؑ کی انتہائی تکلیف سے بے چین ہو کر کچھ ایسے کلمات کہہ دیے جو صبر ایوبی کو ٹھیس پہنچانے اور خدائے تعالیٰ کی جناب میں شکوہ کا پہلو لیے ہوئے تھے، ایوبؑ اس کو برداشت نہ کرسکے اور قسم کھا کر فرمایا کہ میں تجھ کو سو کوڑے لگاؤں گا۔ جب حضرت ایوبؑ کی مدت امتحان ختم ہو گئی اور وہ صحت یاب ہوئے تو قسم پوری کا سوال سامنے آیا۔ ایک جانب رفیقہ حیات کی انتہائی وفاداری، غمخواری اور حسن خدمت کا معاملہ اور دوسری جانب قسم کو سچا اور پورا کرنے کا سوال، ایوبؑ سخت تردد میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے نیک بی بی کی نیکی اور شوہر کے ساتھ وفاداری کا یہ صلہ دیا کہ ایوبؑ کو حکم ہوا کہ وہ سو100 تنکوں کا ایک مٹھا بنائیں اور اس سے اپنی رفیقہ حیات کو ماریں اس طرح آپ کی قسم پوری ہو جائے گی[80]۔

بعض نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو بنیاد بنا کر اس کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ ایک مرتبہ شیطان معالج کی صورت بنائے ہوئے جا رہا تھا ان کی بیوی نے اس سے کہا کہ میرے شوہر کا علاج کر دے، شیطان نے کہا کہ میں علاج تو کر دوں گا مجھے کوئی فیس اور دواء کی قیمت کی ضرورت نہیں ہاں جب تیرا شوہر اچھا ہو جائے تو صرف اتنا کہہ دینا تو نے شفا دی، حضرت ایوبؑ کی بیوی نے اس کو مان لیا پھر ان سے تذکرہ کیا انہیں یہ بات ناگوار ہوئی اور فرمایا کہ تو نے شیطان سے یہ وعدہ کر لیا کہ اس کے بارے میں یوں کہہ دیا جائے کہ تو نے شفا دی؟ میں اچھا ہو گیا تو تجھے سو قمچیاں ماروں گا[81]۔

(8) ---إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ:[82]

"بے شک ہم نے ان کو صابر پایا اچھے بندے تھے کہ بہت رجوع کرتے تھے"

حضرت ایوبؑ کے لیے ابتلاو آزمائش کے اس امتحان میں کامیابی کی سند کے طور پر ارشاد فرمایا گیا کہ "بیشک ہم نے ان کو صابر پایا"۔ اور ایسا صابر کہ اس کی دوسری کوئی نظیر ومثال نہیں مل سکتی۔ یہاں تک کہ صبر ایوبؑ ضرب المثل بن گیا۔

وفات:

حضرت ایوبؑ کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ ابن جریر طبری[83] لکھتے ہیں:

"أن عمر أيوب كان ثلاثا وتسعين سنة وأنه أوصى عند موته إلى ابنه حومل وأن الله عز و جل بعث بعده ابنه بشر بن أيوب نبيا وسماه ذا الكفل وأمره بالدعاء إلى توحيده[84]"

"حضرت ایوبؑ کی عمر 93 برس تھی انہوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے صاحب زادے "حومل" کے نام اپنی جانشینی کی وصیت کی تھی اور آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیٹے بشر بن ایوبؑ کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا اور ان کا لقب ذوالکفل رکھا اور انہیں دعوت و توحید کا حکم فرمایا"

یہی بات علامہ ابن کثیر نے ان الفاظ میں نقل کی ہے:

"أن أيوب عليه السلام لما توفي كان عمره ثلاثا وتسعين سنة وقيل إنه عاش أكثر من ذلك وقد روى ليث عن مجاهد ما معناه : أن الله يحتج يوم القيامة بسليمان عليه السلام على الأغنياء وبيوسف عليه السلام على الأرقاء وبأيوب عليه السلام على أهل البلاء وأنه أوصى إلى ولده " حومل " وقال بالأمر بعده ولده " بشر " بن أيوب وهو الذي يزعم كثير من الناس أنه " ذو الكفل " فالله أعلم[85]"

"وفات کے وقت حضرت ایوبؑ کی عمر 93 برس تھی تاہم کچھ لوگوں نے آپ کی عمر اس سے زیادہ بیان کی ہے امام لیث نے مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ مال داروں کے لیے حضرت سلیمان کو غلاموں کے لیے حضرت یوسف کو اور مصائب وآلام میں مبتلا لوگوں کے لیے حضرت ایوب کو بطور دلیل پیش کریں گے وفات کے وقت آپ نے اپنے بیٹے حومل کو اور اس کے بعد اپنے دوسرے بیٹے بشر کو اپنے تمام معاملات کا نگران مقرر فرمایا بشر کے متعلق بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ یہی ذوالکفل پیغمبر ہے واللہ اعلم"

البتہ علامہ آلوسی[86] "روح المعانی" مذکورہ بالا اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وعاش عليه السلام بعد الخلاص من البلاء على ما روي عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما سبعين سنة ويظهر من هذا مع القول بأن عمره حين أصابه البلاء سبعون أن مدة عمره فوق ثلاث وتسعين بكثير[87]"

"سیدنا ایوبؑ ابتلاء سے نجات پانے کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق 70 سال زندہ رہیں، اور مصیبت پہنچتے وقت ان کی عمر 70 سال تھی اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان کی عمر 93 سال سے بہت زیادہ تھی"

واقعہ ابتلاء حضرت ایوبؑ سے متعلق قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کا تقابلی جائزہ

اس میں حضرت ایوبؑ کے ابتلاء کے متعلق دونوں مصادر یعنی قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا کہ حضرت ایوبؑ کے ابتلاء کے متعلق وہ کون سے امور ہیں جن کے بارے میں قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کے بیان میں تطابق پایا جاتا ہے اور وہ کون سے امور ہیں جن کے بارے میں مذکورہ بالا دونوں مصادر میں اختلاف پایا جاتا ہے تفصیل ملاحظہ ہو:

متفق علیہ امور:

1. **نام و نسب:**

سیدنا ایوب کے سلسلہ نسب میں عہد نامہ قدیم اور عرب مؤرخین کے ناموں میں کچھ اختلاف ہے لیکن بہ نظر تحقیق یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حقیقی اختلاف نہیں ہے بلکہ ناموں کے متعلق اس قسم کا اختلاف جو عموماً مختلف زبانوں میں منتقل ہونے کی وجہ سے کتاب کی تصحیف و تبدیل کی شکل میں پیش آتا رہتا ہے۔

2. **عہد ایوبؑ:**

سیدنا ایوب کے عہد و زمانہ کے بارے میں مؤرخین کے اقوال میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ مشہور عرب مؤرخ ابن عساکر حضرت ایوب کو قریب بعہد ابراہیمی مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ حضرت لوط کے معاصر اور دین ابراہیمی کے پیروکار تھے۔ اس قول کی بناء پر ان کا زمانہ حضرت موسیٰ کے بعد کا ہے [88]۔ جب کہ وہبۃ الزحیلی مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کا زمانہ حضرت موسیٰ سے قبل یا حضرت ابراہیم سے سو سال پہلے کا ہے۔ مشہور سیرت نگار ابن اسحاق کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھے [89]۔ ان کے برعکس مولانا سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں کہ حضرت ایوب بنی ادوم میں سے ہیں اور ان کا زمانہ 1000 ق م اور 700 ق م کے درمیان ہے [90]۔ جب کہ سفر ایوب میں ان کو قوم سبا کا معاصر بتایا گیا ہے۔ اور قوم سبا کا زمانہ عروج 1000 ق م اور 700 ق م کے درمیان بتایا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے دونوں مصادر کے اقوال میں مطابقت پیدا ہو جاتی ہے۔

3. **مکان و مسکن:**

عہد نامہ قدیم میں کئی مقامات پر سیدنا ایوب کا مسکن بُصریٰ بتایا گیا ہے جو اب تک شمال عرب میں فلسطین کے قریب معروف شہر ہے۔ جہاں پر شام کے سفر کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا وہی شہر سیدنا ایوب کا مسکن ہے زمانہ قدیم میں یہ ایک تجارتی شہر تھا عہد نامہ قدیم کے متعدد مقامات پر اس کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ عہد نامہ قدیم کے حصہ "پیدائش" جو تورات کا ایک باب ہے کی عبارت درج ذیل ہے: "یہی وہ بادشاہ ہیں جو ملک ادوم پر پیشتر اس سے کہ اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہو مسلط تھے بالع بن بعور ادوم میں ایک بادشاہ تھا اور اس کے شہر کا نام دنہابا تھا بالع مر گیا اور یوباب بن زارح جو بُصریٰ ہی کا تھا اس کی جگہ بادشاہ ہوا [91]" نیز مؤرخین عرب کے نزدیک بھی وہ ادوم سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ اس اعتبار سے دونوں مصادر کا بیان ایک ہے۔

4. **تین دوستوں کا تذکرہ:**

یوں معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ایوب کے ابتلاء کے بارے میں قرآن کریم کی تفاسیر میں منقول اکثر روایات کا ماخذ سفر ایوب سے منقول اسرائیلی روایات ہیں اس لیے کہ اس صحیفہ میں ہی ایوب علیہ السلام کے متعلق کچھ باتیں خصوصیت سے درج ہیں جن کا ذکر قرآن عزیز میں موجود نہیں ہے، ایک یہ کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے چند دوستوں نے ان سے کہا تھا کہ تو نے کوئی سخت گناہ کیا ہے تب ہی اس مصیبت میں مبتلا ہوا، دوسری یہ کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور ان سے مناظرہ کیا، یہ مناظرہ بہت طویل ہے اور صحیفہ کے اکثر ابواب اسی سے متعلق ہیں اور جب دونوں دوستوں نے کسی طرح یقین نہ کیا تب بے چین و مضطرب ہو کر حضرت ایوب علیہ السلام نے خدا کا بارگاہ میں دعا کی کہ ان کی صداقت ظاہر کر اور شفایاب کر دے۔ ابتلاء کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوچند مال و اولاد کا عطا کیا جانے کے بارے میں دونوں مصادر کا بیان متفق علیہ ہے۔

5. **صبر ایوبؑ:** حضرت ایوب علیہ السلام ایک راست باز انسان تھے۔ مال و دولت کی آپ کے پاس کوئی کمی نہ تھی۔ شیطان آپ کی راست بازی کو پرکھنے کے لیے خدا تعالیٰ کی اجازت سے آپ کو آلام و مصائب کا نشانہ بنا دیتا ہے لیکن آپ اس امتحان میں کامیاب رہتے ہیں۔ یہودیوں، مسیحیوں اور

مسلمانوں سب کے ہاں حضرت ایوب علیہ السلام کو کردار انسانی کا اعلی ترین نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ آپ کے صبر و شکر کے حوالے سے "صبر ایوب" ضرب المثل بن چکا ہے۔

چنانچہ سفر ایوب میں مذکور ہے:

"تب ایوب نے اٹھ کر اپنا پیراہن چاک کیا اور سر منڈایا اور زمین پر گر کر سجدہ کیا اور کہا ننگا میں اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا اور ننگا ہی واپس جاؤں گا خداوند نے دیا اور خداوند نے لے لیا خداوند کا نام مبارک ہو ان سب باتوں میں ایوب نے نہ تو گناہ کیا اور نہ خدا پر بے جا کام کا عیب لگایا"[92] جب کہ حضرت ایوب کے لیے ابتلاو آزمائش کے اس امتحان میں کامیابی کی سند کے طور پر قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا:﴿إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾[93] "بے شک ہم نے ان کو صابر پایا اچھے بندے تھے کہ بہت رجوع کرتے تھے"

مختلف فیہ امور:

1. **مرض کی نوعیت:**

سیدنا ایوب کی بیماری کی نوعیت کے بارے میں عہد نامہ قدیم میں مبالغہ آمیز روایات درج ہیں اور ان میں ایسے امراض کا انتساب کیا گیا ہے جو باعث نفرت سمجھے جاتے ہیں اور جن کی وجہ سے مریض انسان سے بچنا ضروری سمجھا جاتا ہے مثلاً جذام یا پھوڑے پھنسیوں کا اس حد تک پہنچ جانا کہ بدن گل سڑ جائے اور بدبو سے نفرت پیدا ہونے لگے۔ مثلاً سفر ایوب میں مذکور ہے:"تب شیطان خداوند کے سامنے سے چلا گیا اور ایوب کو تلوے سے چاند تک دردناک پھوڑوں سے دکھ دیا اور وہ اپنے کو کھجانے کے لیے ایک ٹھیکرا لے کر راکھ پر بیٹھ گیا تب اس کی بیوی اس سے کہنے لگی کہ کیا تو اب بھی اپنی راستی پر قائم رہے گا؟ خدا کی تکفیر کر اور مر جا پر اس نے کہا کہ تو نادان عورتوں کی سی باتیں کرتی ہے کیا ہم خدا کے ہاتھ سے سکھ پائیں اور دکھ نہ پائیں ان سب باتوں میں ایوب نے اپنے لبوں سے خطا نہ کی[94]"

مگر قرآن کریم کے مفسرین نے ان آثار کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بیماریاں آسکتی ہیں لیکن انہیں ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں کیا جاتا جن سے لوگ گھن کرنے لگیں حضرت ایوب کی بیماری بھی ایسی نہیں ہو سکتی بلکہ یہ کوئی عام قسم کی بیماری تھی لہٰذا وہ آثار جن میں حضرت ایوب کی طرف پھوڑے پھنسیوں کی نسبت کی گئی ہے یا جن میں کہا گیا ہے کہ آپ کو کوڑی پر ڈال دیا گیا تھا روایۃ و درایۃ قابل اعتماد نہیں ہیں۔

2. **بیماری کی مدت:**

سیدنا ایوب کی بیماری کی مدت کے بارے میں مؤرخین عرب و مفسرین قرآن سے مختلف اقوال منقول ہیں جس کی تفصیل باب دوم کے فصل دوم "بیماری کی مدت" کے عنوان کے تحت گزر چکی ہے۔ البتہ اکثر مفسرین نے ابن شہاب کی روایت کو بنیاد بنا کر 18 سال کی مدت کو ترجیح دی ہے۔ جب کہ عہد نامہ قدیم میں سیدنا ایوب کے ابتلاء کی مدت کے بارے میں تصریح نہیں ملتی۔

3. **استیلاء شیطان کی حقیقت:**

قرآن کریم میں مذکور ہے:﴿ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ﴾[95] "بلاشبہ شیطان نے مجھ کو رنج اور آزار پہنچایا ہے" البتہ اس رنج و آزار سے کیا مراد ہے؟ بعض مفسرین نے شیطان کے رنج و آزار پہنچانے کی یہ تشریح کی ہے کہ بیماری کی حالت میں شیطان حضرت ایوب کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالا کرتا تھا اس سے آپ کو اور زیادہ تکلیف ہوتی تھی۔ جب کہ بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد وہ واقعہ ہے کہ بار شیطان بشکل طبیب کے ایوب کی بی بی کو راستہ میں ملا انہوں نے اس کو طبیب سمجھ کر علاج کی درخواست کی اس نے کہا کہ اس شرط سے کہ اگر ان کو شفا ہو جاوے تو یوں کہہ دینا کہ تو نے ان کو شفا دی میں اور کچھ نذرانہ نہیں چاہتا انہوں نے ایوب سے ذکر کی تو اس سے سیدنا ایوب کو دکھ ہوا کہ شیطان کی یہ جرات کہ وہ میرے گھر تک پہنچ گیا۔

جب کہ سفر ایوب کی روایت کے مطابق اس سے مراد شیطان کا سیدنا ایوب کے مال و جان پر استیلاء اور ان کو ہر قسم کا نقصان پہنچانا ہے۔ لیکن محقق مفسرین نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ قرآن کریم کی تصریح کے مطابق انبیاء علیہم السلام پر شیطان کو تسلط حاصل نہیں ہو سکتا اس لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ اس نے آپؑ کو بیماری میں مبتلا کر دیا ہو۔

4. بیوی کو سزا دینے کا بیان:

حضرت ایوب کی بیوی نے جب اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کی تو انہوں نے غضب ناک ہو کر قسم کھائی کہ اگر میں صحت یاب ہوا تو تم کو سو کوڑے ماروں گا چونکہ بیوی صادق الادیمان تھی اور یہ لغزش ایک وسوسہ شیطانی تھا اس لیے معاف کی گئی اور قسم پوری کرنے کے لیے سو تنکوں یا تیلیوں کی جھاڑو سے ان کو ایک بار مار لینے کا حکم دیا گیا۔ سفر ایوب میں اس گستاخی اور کلمہ کفر کا ذکر کیا گیا ہے لیکن اس کی سزا اور اس سزا کی نوعیت کا بیان رہ گیا ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ خدا کے نیک وصالح بندے اپنے اعزہ سے کلمات کفر سن کر بے تاب کیوں کر نہ ہو جائیں اور کیوں کر سزا نہ دیں اس نقص کی تکمیل قرآن کریم نے کر دی جو دنیا میں صرف تکمیل ہی کے لیے آیا ہے۔

5. شفایابی:

عہد نامہ قدیم کے سفر ایوب میں مذکور ہے کہ سیدنا ایوب نے قربانی کر کے ابتلاء و آزمائش سے نجات پائی اور صحت یاب ہوئے۔ جب قرآن کریم بتاتا ہے کہ خدا نے ان کو ایک چشمہ کا نشان بتایا جس میں نہانے سے اور اس کے پانی کے پینے سے بیماری جاتی رہی یہ طریقہ علاج بالکل فطرت کے مطابق ہے۔ طبعی چشمے جو طبقات ارضی یا پہاڑوں سے بعض اجزائے کیمیاوی کے مخزن سے گزر کر ابلتے ہیں مخصوص خواص رکھتے ہیں اور دنیا کے اکثر ممالک واکناف میں اب بھی خدا نے اپنا یہ چشمہ فیض جاری کر رکھا ہے جس سے اس کی ہزاروں مخلوق ہر موسم میں مستفید ہوتی ہے[96]۔

6. الیہو بن براکیل کی تقریر:

الیہو بن براکیل بوزی کی تقریر سفر ایوب کا ایک اضافی بیان ہے جس کے بارے میں قرآن کریم وتفاسیر میں کوئی تصریح نہیں ملتی۔ الیہو کون تھا؟ اس کے تعارف کے بارے میں سفر ایوب میں صرف اتنا مذکور ہے کہ وہ براکیل کا بیٹا اور رام خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اور سیدنا ایوب کے دوستوں میں کوئی تھا۔ اس کی تقریر اور بحث ومناظر سفر ایوب کے چھ ابواب پر مشتمل ہے۔

7. لوگوں کا اپنی طرف سے سیدنا ایوب کو مال دینا:

قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کا متفقہ بیان ہے کہ ابتلاء کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا ایوب کو دوبارہ مال کی نعمت سے نوازا۔ البتہ لوگوں کا اپنی طرف سے ان کو سونے کی بالی اور سکے دینا صرف "سفر ایوب" کا بیان ہے۔ چنانچہ اس کی عبارت درج ذیل ہے: "ہر شخص نے اس کو ایک سکہ بھی دیا اور ہر ایک نے سونے کی ایک بالی دی[97]" جب کہ قرآن کریم اور تفاسیر وغیرہ میں اس کی کوئی تصریح نہیں ملتی۔

8. مال واولاد کی تفصیل:

قرآن کریم اور تفاسیر وروایات میں سیدنا ایوب کے مال ودولت کی تعداد کے بارے میں کوئی تصریح نہیں ملتی۔ البتہ قرآن میں اتنا مذکور ہے کہ ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا﴾ "اور ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطا فرمایا اور ان کے ساتھ (گنتی میں ان کے برابر بھی دی) اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے۔ جب کہ سفر ایوب میں ان کے مال واولاد کی تعداد بھی مذکور ہے۔ چنانچہ سفر ایوب میں ہے:

> "خداوند نے ایوب کو جتنا اس کے پاس پہلے تھا اس کا دوچند دیا تب اس کے سب بھائی اور سب بہنیں اور اس کے سب اگلے جان پہچان اس کے پاس آئے اور اس کے گھر میں اس کے ساتھ کھانا کھایا اور اس پر نوحہ کیا اور ان سب بلاؤں کے بارے میں جو خداوند نے اس پر نازل کی تھیں اسے تسلی دی ہر شخص نے اسے ایک سکہ بھی دیا اور ہر ایک نے سونے کی ایک بالی یوں خداوند نے ایوب کے آخری ایام میں ابتداء کی نسبت زیادہ برکت بخشی اور اس کے پاس چودہ ہزار بھیڑ بکریاں اور چھ ہزار اونٹ اور ہزار جوڑی بیل اور ہزار گدھیاں ہو گئیں اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں بھی ہوئیں۔ اور اس نے پہلی کا نام یمیمہ اور دوسری کا نام قصیاہ اور تیسری کا نام قرن ہپوک رکھا اور اس ساری سرزمین میں ایسی عورتیں کہیں نہ تھیں جو ایوب کی بیٹیوں کی طرح خوب صورت ہوں۔[98]"

9. اعطائے اولاد کی نوعیت:

قرآن کریم میں اہل وعیال کی اعطاء کا جو ذکر آیا ہے کیا اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی صحت کے بعد ان کے ہلاک شدہ اہل وعیال کی جگہ پہلے سے زیادہ ان کے اہل وعیال میں اضافہ کر دیا اور جو اہل خاندان منتشر ہو گئے تھے ان کو دوبارہ ان کے پاس جمع کر دیا؟ یا یہ مقصد ہے کہ ہلاک

شد گان کو بھی حیات تازہ بخش دی اور مزید عطا کر دیے؟ مفسرین سے دونوں آراء منقول ہیں نیز آیت میں دونوں معنی کی گنجائش ہے۔ جب کہ سفر ایوب کی عبارات کے مطابق ان کو از سر نو اہل و عیال عطا فرمایا گیا تھا۔

10. وفات:

مؤرخین عرب و مفسرین کے نزدیک سیدنا ایوب کی عمر 93 سال تھی جب کہ سفر ایوب کی تصریح کے مطابق وہ ابتلاء و آزمائش سے نجات پانے کے بعد بھی 140 برس حیات رہے۔ البتہ علامہ آلوسی نے "روح المعانی" میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو بنیاد بنا کر اس پر اشکال کیا ہے۔ کہ ابتلاء کے وقت ان کی عمر 70 برس تھی اور امتحان و آزمائش سے نجات پانے کے بعد وہ 70 سال زندہ رہے اس اعتبار سے ان کی عمر 93 سال سے بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ اگر علامہ آلوسی کے قول کو تسلیم کیا جائے تو پھر دونوں مصادر کے درمیان کچھ مطابقت پیدا ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، سفر ایوب، باب 1، آیت 1، (لاہور: بائبل سوسائٹی، 1998ء)، ص 494

Kitab Muqaddas,Ahad nama Qadeem,Safar Ayub,chapt no.1,Ayat no.1,Lahore,Bible Sociaty,1998,P:494

[2] ندوی، سید سلیمان (م 1373ھ)، تاریخ ارض القرآن کامل، اشاعت اول (کراچی: دار الاشاعت، 1975ء)، ج 2، ص 27

Nadvi,Sayed Sulaiman(1373h),Tareekh Arz-ul Quran Kamil,1st edition,Karachi,Dar ul-Ishat,1975,Vol:2,P:27

[3] ایضاً، ص 23-25

Ibid,P:23-25

[4] سفر ایوب، باب 1، آیت 2-5، ص 494

Safar Ayub,chapt no.1,Ayat no.2-5,P:494

[5] پیدائش، باب 36، آیت 31-34، ص 38

Paidaish,chapt no.36,Ayat no.31-34,P:494

[6] سفر ایوب، باب 1، آیت 13-15، ص 494

Safar Ayub,chapt no.1,Ayat no.2-5,P:494

[7] ایضاً، باب 1، آیت 12، ص 494

Safar Ayub,chapt no.1,Ayat no.12,P:494

[8] ایضاً، آیت 13-19، ص 494

Ibid,Ayat no,13-19,P:494

[9] ایضاً، باب 1، آیت 20-22، ص 494

Ibid,chapt no.1,Ayat no.20-22,P:494

[10] ایضاً، باب 2، آیت 7-10، ص 495

Ibid,chapt no.2,Ayat no.10-7,P:495

[11] ایضاً، باب 4، آیت 1-8، ص 496

Ibid,chapt no.4,Ayat no.1-8,P:496

12 ایضاً، باب 8، آیت 1-3، ص 499

Ibid,chapt no.8,Ayat no.1-8,P:499

13 ایضاً، باب 11، آیت 1-7، ص 499

Ibid,chapt no.11,Ayat no.1-7,P:499

14 ایضاً، باب 42، آیت 7-8، ص 528

Ibid,chapt no.42,Ayat no.7-8,P:528

15 ایضاً، باب 32، آیت 2-3، ص 519

Ibid,chapt no.32,Ayat no.2-3,P:519

16 ایضاً، باب 33، آیت 8-12، ص 519-520

Ibid,chapt no.33,Ayat no.8-12,P:519-520

17 ایضاً، باب 32، آیت 11-12، ص 519

Ibid,chapt no.32,Ayat no.11-12,P:519

18 ایضاً، باب 38، آیت 2، ص 524

Ibid,chapt no.38,Ayat no.2,P:524

19 ایضاً، باب 38، آیت 4-19، ص 524

Ibid,chapt no.38,Ayat no.4-19,P:524

20 ایضاً، باب 40، آیت 3-4، ص 526

Ibid,chapt no.40,Ayat no.3-4,P:526

21 ایضاً، باب 42، آیت 2-6، ص 528

Ibid,chapt no.42,Ayat no.2-6,P:528

22 ایضاً، آیت 7-8، ص 528

Ibid,Ayat no.7-8,P:528

23 ایضاً، آیت 10-15، ص 528

Ibid,Ayat no.10-15,P:528

24 ایضاً، آیت 16-17، ص 529

Ibid,Ayat no.16-17,P:529

25 قاضی ثناء اللہ بن قاضی محمد حبیب اللہ۔ ہندوستان کے مشہور شہر پانی پت کے محلہ قاضیان میں 1143ھ مطابق 1730ء کو پیدا ہوئے۔ مفسر اور جید عالمِ دین تھے۔ شاہ عبد العزیزؒ نے آپ کو "بیہقیٔ وقت" اور مرزا مظہر جان جاناں نے "علَم الہدیٰ" کا لقب دیا۔ آپ نے کئی کتابیں لکھیں، چند یہ ہیں: تفسیرِ مظہری، مالا بد منہ، وصیت نامہ، ارشاد الطالبین۔ آپ یکم رجب 1225ھ مطابق 12 اگست 1810ء کو وفات ہوئے۔ [محمود الحسن عارف، تذکرۂ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، (لاہور: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ)، ص:8 تا 50]

Mehmood Ul-Hasan Arif,Tazkira Qazi Sana Ullah Pani patti,Lahore,Idara Saqafat Isamia,P:8-50

26 مظہری، محمد ثناء اللہ، التفسیر المظہری، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2004ء)، ج 1، ص 2439

Mazhari,Muhammad Sana Ullah-Al-Tafseer Ul-Mazhari,Berut,Dar Ihya al-Turas ul-Arabi,2004,Vol:1,P:2439

27 ثعالبی، أحمد بن محمد بن إبراہیم، الکشف والبیان، طبع اول (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 2002ء)، ج 6، ص 287

Saalbi,Ahmad bin Muhammad bin Ibrahim,Al-Kashf wa-Al-Bayan,1st Edition,Berut, Dar Ihya al-Turas ul-Arabi,2002,Vol:6,P:287

28 خازن،علاء الدین علي بن محمد، تفسیر الخازن، طبع اول (بیروت: دار الفکر،1979ء)، ج2، ص155

Khazin,Ala Uddin,Ali bin Muhammad,Tafseer Al-Khazin,1st Edition,Berut,Dar ul-fekar,1979,Vol:2,P:155

29 بغوي، حسین بن مسعود، معالم التنزیل، طبع چہارم (بیروت: دار طیبة،1997ء)، ج3، ص165

Baghvi,Husain,bin Masood,Maalim ul-Tanzil,4th Edition,Berut,Dar Tayyiba,1997,Vol:3,P:165

30 عیني، بدر الدین، عمدة القاري، (بیروت: دار الکتب العلمیة،2006ء)، ج23، ص294

Aini,Badruddin,Umdat ul-Qari,Berut,Dar ul-Kutub ul-Ilmia,2006,Vol:23,P:294

31 عسقلانی، احمد بن علی ابن حجر، فتح الباري، (بیروت: دار المعرفہ،1379ھ) ج6، ص420

Asqalani,Ahmad bin Ali Ibn e Hajar,Fath ul Bari,Berut,Dar ul-Marifa,1379,Vol:6,P:420

32 محمود الالوسی، روح المعانی، (بیروت: دار احیاء التراث العربی)، ج17، ص80

Mehmood Alosi,Rooh ul-Mani,Berut,Dar Ihya al-Turas ul-Arabi,Vol:17,P:80

33 سورة النساء:4:163

Surat ul-Nisa:4:163

34 زحیلي، وھبة بن مصطفی، التفسیر المنیر، طبع دوم (دمشق: دار الفکر،1418ھ)، ج17، ص109

Zuhaili,Wahat bin Mustafa,Al-Tafseer Ul-Muneer,2nd Edition,Demascus,Dar ul-fekar,1418h,Vol:17,P:109

35 ان کا پورا نام بہاء الدین القاسم بن مظفر بن محمود بن عساکر ہے۔ ان کی کافی ساری سماعات واجازات ہیں۔ 723ھ کو 94 سال کی عمر میں فوت ہوئے، اور قاسیون میں دفن کیے گئے۔ [عبد القادر بن محمد (927ھ)، الدارس في تاریخ المدارس، طبع اول (بیروت: دار الکتب العلمیة،1990ء)، ج2، ص107]

Abdul Qadir bin,Muhammad(927h),Al-Daris fe Tareekh al-Madaris,1st Edition,Berut,Dar ul kutub Ilmia,1990, Vol:2,P:107

36 ابن حجر، فتح الباري، ج6، ص420

Ibn e Hajar,Fat-hul Bari,Vol:6,P:420

37 آلوسی، روح المعانی، ج17، ص109

Alosi,Rooh ul-Mani,Vol:17,P:109

38 آپ کا اصل نام انیس الحسن اور کنیت ابو نجیب تھی 23 صفر 1302ھ مطابق 22 نومبر 1884ء کو حکیم ابو الحسن ندوی کے گھر پیدا ہوئے علامہ شبلی مرحوم ان کے اساتذہ اور مولانا اشرف علی تھانوی ان کے مربی تھے 22 نومبر 1953 مطابق ربیع الاول 1373ء کو فوت ہوئے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کے برابر اسلامیہ کالج کراچی میں مدفون ہیں۔ [بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند، (لاہور: ادارہ اسلامیات،1999ء)، ص181]

Bukhari,Muhammad Akbar Shah,Akabir Ulama Dewoband,Lahore Idara Isamiat,1999,P:181

39 ندوی، سید سلیمان، تاریخ ارض القرآن کامل، ج2، ص27

Nadvi,Sayed Sulaiman,Tareekh Arz-ul Quran Kamil,Vol:2,P:27

40 ایضاً، ج2، ص28

Ibid,Vol:2,P:28

41 ابن حجر، فتح الباري، ج6، ص420

Ibn e Hajar,Fat-hul Bari,Vol:6,P:420

42 بیضاوی، عبداللہ بن عمر، تفسیر البیضاوی، (قاہرہ: دار العلم) ج 1، ص 104

Baizavi,Abdullah bin Umar,Tafseer Ul-Baizavi,Qahira,Dar ul Ilam,Vol:1,P:104

43 سیوہاروی، حفظ الرحمٰن، قصص القرآن، (کراچی: دارالاشاعت، 2002ء)، ج 2، ص 556

Sayoharvi,Hifz ul-Rehman,Qasas Ul-Quran,Karachi,Dar ul-Ishat,2002,Vol:2,P:556

44 سورۃ النساء: 4: 163

Surat ul-Nisa:4:163

45 سورۃ الأنعام: 6: 84

Surat ul-Anam:6:84

46 سیوہاری، قصص القرآن، ج 2، ص 553

Sayoharvi,Qasas Ul-Quran,Vol:2,P:553

47 اسماعیل بن کثیر، قصص الانبیاء، طبع سوم (مکۃ المکرمۃ: مکتبۃ الطالب، 1988ء)، ج 1، ص 313

Ismial bin Kaseer,Qasas Ul-Anbia,3rd Edition,Makkat ul-Mukarma,maktabt ul-Talib,1988,Vol:1,P:313

48 سیوہاروی، قصص القرآن، ج 2، ص 560

Sayoharvi,Qasas Ul-Quran,Vol:2,P:560

49 آپ 21 شعبان 1314ھ مطابق 1897ء میں قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ 1362ھ تک دارالعلوم ہی میں درس و تدریس کی خدمت سرانجام دی۔ درس و تدریس اور تبلیغ واصلاح کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی آپ کا محبوب مشغلہ رہا۔ اور آپ کے قلم فیض سے تین سو سے زائد تالیفات منصہ شہود پر آئیں۔ آپ دارالعلوم کراچی کے بانی بھی ہیں 10 شوال 1396ھ مطابق 6 اکتوبر 1976ء میں آپ وفات پائے۔ [بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند، ص 208-213]

Bukhari,Muhammad Akbar Shah,Akabir Ulama Dewoband,P:208-213

50 محمد شفیع، معارف القرآن، طبع جدید (کراچی: ادارۃ المعارف، 2008ء)، ج 7، ص 522

Muhammad Shafi,Maarif Ul-Quran,Taba Jadeed,Karachi,Idart Ul-Maarif,2008,Vol:7,P:522

51 آپ کا پورا نام محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی ہے، بہت بڑے عالم تھے، متعدد تصانیف کے مالک ہیں جو ان کے علمی رسوخ پر واضح دلیل ہیں۔ آپ کی مشہور تصنیف تفسیر الجامع لاحکام القرآن ہے جو تفسیر قرطبی کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کی وفات 671 ہجری میں ہوئی۔ [أدنروي، أحمد بن محمد، طبقات المفسرين، (مدينة منورة، مكتبة العلوم والحكم، 1997ء)، ج 1، ص 246]

Adnarvi,Ahmad bin Muhammad,Tabqat Ul-Mufasreen,Madina Munawara,Maktabat ul-Uloom wal Hikam,1997, Vol:1,P246

52 قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، (ریاض: دار عالم الکتب، 2003ء)، ج 15، ص 210

Qurtubi,Muhammad bin ahmad,Al-Jami Le-Ahkam Ul-Quran,Dar Alam al-Kutub,2003,Vol:15,P:210

53 بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح، کتاب الانبیاء، (کراچی: الطاف سنز، 2008ء)، ج 2، ص 920، حدیث نمبر: 1225

Bukhari,Muhammad bin Ismail,Al-Sahih,Kitabul Anbia,Karachi,Iltaf Sons,2008,Vol:2,P:920,Hadees No.1225

54 حافظ ابن کثیر، عالم اسلام کے مشہور و معروف محدث، مفسر، فقیہ اور مورخ تھے۔ پورا نام اسماعیل بن عمر بن کثیر، لقب عماد الدین اور عرفیت ابن کثیر ہے۔ امام ابن کثیر کو علم حدیث کے علاوہ فقہ، تفسیر، تاریخ اور عربیت میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ نے تفسیر، حدیث، سیرت اور تاریخ میں بلند پایہ تصانیف لکھی ہیں۔ [ابن العماد، عبدالحئ بن احمد، شذرات الذہب، (دمشق: دار ابن کثیر، 1986ء)، ج 3، ص 112]

Ibn Ul-Imad,Abdul Hai bin Ahmad,Shazrat Ul-Zahab,Dar ibn Kaseer,1986,Vol:3,P:112

55 ابن کثیر، قصص الانبیاء، ج 1، ص 313

Ibin Kaseer,Qasas Ul-Anbia,Vol:1,P:313

56 قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج11، ص327

Qurtubi,Al-Jami Le-Ahkam Ul-Quran,,Vol:11,P:327

57 ابن حجر، فتح الباری، ج6، ص421

Ibn e Hajar,Fat-hul Bari,Vol:6,P:420

58 محمد بن حبان، الصحیح، طبع دوم (بیروت: مؤسسة الرسالة، 1993ء)، ج7، ص157

Muhammad bin Hibban,Al-Sahih,2nd Edition,Berut,Muasasat ul-Risala,1993,Vol:7,P:157

59 سورۃ النساء:4:163

Surat ul-Nisa:4:163

60 سورۃ الانبیاء:21:83

Surat ul-Anbia:21:83

61 ترمذی، محمد بن عیسیٰ (279ھ)، طباعت اول (کراچی: الطاف اینڈ سنز، 2009ء)، ج2، ص179، حدیث نمبر1049

Tirmizi,Muhammad bin Iesa,(279h),1st Edition,Iltaf sons,2009,Vol:2,P:179,Hadees No.1049

62 سورۃ ص:38:41

Surat Swad:38:41

63 محمد شفیع، معارف القرآن، سورۃ ص، ج7، ص521

Muhammad Shafi,Maarif Ul-Quran,Vol:7,P:521

64 آپ کی ولادت 5 ربیع الثانی 1280ھ میں ہوئی۔ 1301ھ میں دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ درس وتدریس اور وعظ ونصیحت کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف سے خاص مناسبت تھی۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار سے زائد تصانیف چھوڑی۔ 83 سال کی عمر میں 6 رجب 1362ھ مطابق 19 جولائی 1943ء کی درمیانی شب میں رحلت فرماگئے۔[بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند، ص60-72]

Bukhari,Muhammad Akbar Shah,Akabir Ulama Dewoband,P:60-72

65 احمد بن حنبل، کتاب الزھد، بلاء ایوب علیہ السلام (ریاض: دار الکتب) ص:89

Ahmad bin Hambal,Kitab Ul-Zuhad,Bala Ayub(peace be upon him),Riaz,Dar ul-Kutub,P:89

66 تھانوی، اشرف علی، بیان القرآن، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ)، ج3، ص283

Thanvi,Ashraf Ali,Bayan Ul-Quran,Lahore,Maktaba Rehmania,Vol:3,P:283

67 سورۃ الانبیاء:21:84

Surat ul-Anbia:21:84

68 آلوسی، روح المعانی، ج23، ص207

Alosi,Rooh ul-Mani,Vol:23,P:207

69 سیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن، الدر المنثور، (مصر: دار ہجر)، ج10، ص325

Suyuti,Jalal Uddin,Abdul Rehman,Al-Dur ul-Mansoor,Egypt,Dar Hijar,Vol:10,P:325

70 محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد، بدر الدین، عینی، حنفی۔ مؤرخ اور کبار محدثین میں سے ہیں۔ عنتاب جائے ولادت ہونے کی وجہ سے عینی کہلاتے ہیں۔ 762ھ کو پیدا ہوئے۔ قاہرہ میں قاضی اور بعض دیگر سرکاری امور کے نگران رہے۔ مختلف موضوعات پر عمدہ کتابیں تصنیف کی۔ چند یہ ہیں: عمدۃ القاری فی شرح البخاری، مغانی الاخیار فی رجال معانی الآثار، البنایۃ فی شرح الھدایۃ۔ 855ھ میں وفات پائے۔[سیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن، بغیۃ الوعاۃ، (لبنان: مکتبہ عصریہ)، ج2، ص275]

Suyuti,Jalal Uddin,Abdul Rehman,Bughyat Ul-Waghat,Labnan,Maktaba Asria,Vol:2,P:275

[71] عینی، عمدۃ القاری، ج23، ص294

Aini,Umdat ul-Qari,Vol:23,P:294

[72] طبري، محمد بن جرير، جامع البيان في تأويل القرآن، طبع اول (بيروت: مؤسسة الرسالة، 1420ھ)، ج18، ص505

Tabri,Muhammad bin Jarir,Jami Ul-bayan Fe Taveel Al-Quran,1st Edition,Berut,Musasat al-Risala,1420h,Vol:18 ,P:505

[73] ابن حبان، الصحیح، ج3، ص144

Ibin Hibban,Al-Sahih,Vol:3,P:144

[74] سورۃ ص:38:42

Surat Swad:38:42

[75] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج15، ص210

Qurtubi,Al-Jami Le-Ahkam Ul-Quran,,Vol:15,P:210

[76] سورۃ ص:38:43

Surat Swad:38:43

[77] شاہ عبد القادر کی ولادت 1166ھ، مطابق 1753ء کو دہلی ہندوستان میں ہوئی آپ شاہ ولی اللہ دہلوی کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ فقہ و تفسیر میں یگانۂ روزگار، صاحبِ ورع واتقاء صادق الفراست تھے۔ تمام عمر تدریس و تنشیر علوم میں رہ کر گزاری۔ موضح القرآن کے نام سے قرآن مجید کا اردو ترجمہ و تشریح کی۔ 19 رجب 1230ھ بمطابق 1814ء کو دہلی میں وفات پائے۔ [ندوی، ابوالحسن علی، تاریخ دعوت و عزیمت، (کراچی: مجلس نشریات اسلام)، ج5، ص378]

Nadvi,Abul Hasan Ali,Tareekh Dawat wa Azeemat,Karachi,Majlis nashriat Islam,Vol:5,P:378

[78] سیوہاروی، قصص القرآن، ج2، ص561

Sayoharvi,Qasas Ul-Quran,Vol:2,P:561

[79] سورۃ ص:38:44

Surat Swad:38:44

[80] سیوہاروی، قصص القرآن، ج2، ص562

Sayoharvi,Qasas Ul-Quran,Vol:2,P:562

[81] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج15، ص212

Qurtubi,Al-Jami Le-Ahkam Ul-Quran,,Vol:15,P:212

[82] سورۃ ص:38:44

Surat Swad:38:44

[83] ابن جریر طبری، محمد بن جریر بن یزید طبری، ابو جعفر۔ آپ مؤرخ، مفسّر اور امام تھے۔ آمل طبرستان میں 224ھ کو پیدا ہوئے۔ بغداد میں سکونت اختیار کی۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں: اخبار الرسل والملوک (تاریخ طبری)، جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر طبری)، اختلاف الفقہاء۔ بغداد میں 310ھ کو وفات پائی۔ [ابن جزری، غاية النهاية في طبقات القراء، ج:2، ص:106]

Ibn ul Jazari,Ghayat ul-Nihaya Fe Tabqat al-Quraa,Vol:2,P:106

[84] طبري، محمد بن جرير، تاريخ الأمم والملوك، طبع اول (بيروت: دار الكتب العلمية، 1407ھ)، ج1، ص195

Tabri,Muhammad bin Jarir,Tareekh Ul-Umam wa-Mulook,1st Edition,Berut,Dar Ul-kutub al-Ilmia,1407h,Vol:1 ,P:195

[85] ابن کثیر، قصص الانبیاء،ج1، ص318

Ibin Kaseer,Qasas Ul-Anbia,Vol:1,P:313

[86] محمود بن عبداللہ حسینی، آلوسی، شہاب الدین، جزیرہ آلوس کی طرف نسبت کی وجہ سے آلوسی کہلائے۔ مفسر، محدّث، ادیب اور مجدد وقت تھے۔ 1217ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ سلفی العقیدہ اور مجتہد تھے۔ آپ کی چند تصانیف یہ ہیں: روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، غرائب الاغتراب، مقامات فی التصوف والاخلاق۔ 1270ھ کو بغداد میں وفات پائی۔[آلوسی، نعمان بن محمود، جلاء العینین في محاکمة الأحمدین،(مطبعة المدنی، 1981ء)، ص:57]

Alusi,Numan bin Mehmood,Jala Ul-Ainain Fe Muhakat ul-Ahmadain,Matba al-Madani,1981,P:57

[87] آلوسی، روح المعانی،ج17، ص81

Alosi,Rooh ul-Mani,Vol:17,P:81

[88] ابن حجر، فتح الباري،ج6، ص420

Ibn e Hajar,Fat-hul Bari,Vol:6,P:420

[89] آلوسی، روح المعانی،ج17، ص109

Alosi,Rooh ul-Mani,Vol:17,P:109

[90] ندوی، سید سلیمان، تاریخ ارض القرآن کامل، ج2، ص27

Nadvi,Sayed Sulaiman,Tareekh Arz-ul Quran Kamil,Vol:2,P:27

[91] پیدائش، باب36، آیت31-34، ص38

Paidaish,chapt no.36,Ayat no.31-34,P:494

[92] سفر ایوب، باب1، آیت20-22، ص494

Safar Ayub,chapt no.1,Ayat no.20-22,P:494

[93] سورۃ ص:38:44

Surat Swad:38:44

[94] سفر ایوب، باب2، آیت7-10، ص495

Safar Ayub,chapt no.2,Ayat no.7-10,P:495

[95] سورۃ ص:38:41

Surat Swad:38:41

[96] ندوی، سید سلیمان، تاریخ ارض قرآن کامل، ج2، ص31

Nadvi,Sayed Sulaiman,Tareekh Arz-ul Quran Kamil,Vol:2,P:31

[97] سفر ایوب، باب42، آیت11، ص528

Safar Ayub,chapt no.42,Ayat no.11,P:528

[98] ایضاً، آیت10-15، ص528

Ibid,Ayat no.10-15,P:528